مُحَمَّد جَمَالُ الدِّین خَان قَادِرِی
Mobile No. +917860520899
اُدْعُ اِلٰی سَبِیلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ
بنام
انوار البیان
جلد اول
تیسرا مہینہ : ربیع الاوّل
تالیف
نمونۂ اسلاف عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی
انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

برکات رضا عت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشقِ رسول امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرتِ حلیمہ چُن لی گئیں

ہمارے آقا مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سات دن اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند روز حضرت ثویبہ کا دودھ پیا اور اس کے بعد یہ نیکی اور بزرگی حضرت حلیمہ سعدیہ کو حاصل ہوئی کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دودھ پلانے کے لئے چُن لی گئی تھیں

حضرات! عرب کے دستور کے مطابق قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی چند عورتیں جن میں ایک حلیمہ بھی تھیں مکہ میں بچے لینے کی غرض سے آئیں۔ حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر اور ان کے دودھ پیتے بیٹے (عبداللہ) بھی تھے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک دراز گوش اور ایک لاغر اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے، خشک سالی کی وجہ سے سواری کا چلنا دشوار تھا اور خود میرا یہ حال تھا کہ مجھ کو اتنا دودھ بھی نہیں آتا تھا کہ میرے بچے کا پیٹ بھر سکے۔

چنانچہ وہ بھوک کی شدت سے ہر وقت روتا اور اس کے رونے کی وجہ سے نہ رات کو چین کی نیند آتی اور نہ دن کو آرام ملتا، میری سواری لاغر اور کمزور تھی جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گئی اور دوسری عورتیں مجھ سے پہلے مکہ میں پہنچ گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے سب بچوں کو حاصل کر لیا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کسی عورت نے نہ لیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یتیم تھے اور جس وقت میں مکہ میں پہنچی اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ اور کوئی بچہ نہ تھا اور میں نے اس یتیم کو ہی لے لیا۔

حضرات! زمانہ کہتا ہے کہ ان عورتوں نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہیں لیا اور میں کہتا ہوں کہ میرے مصطفیٰ کریم نے ان عورتوں کی خدمت کو پسند نہیں فرمایا۔

اور دوسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے لیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو اپنی خدمت کے لئے پسند فرما لیا اور ان کا دودھ نوش فرما کر ہمیشہ کے لئے امام الانبیاء کی رضاعی ماں ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

چنانچہ جب حلیمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس گئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید گرم کپڑے میں لپٹے ہوئے سبز حریر پر سیدھے سو رہے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا رحمت والا ہاتھ سینۂ مبارک پر تھا اور آپ سے کستوری کی سی نہایت پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن و

جمال کا یہ عالم تھا کہ میں دیکھتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فدا اور فریفتہ ہوگئی۔ قریب ہو کر میں نے اپنا ہاتھ پیار اور نرمی سے آپ کے سینۂ انور پر رکھ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اپنی مبارک آنکھیں کھول دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جس کی شعاعیں آسمان تک پہنچیں اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میری طرف دیکھا۔ میں نے فرطِ محبت سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اٹھالیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گود میں لے کر اپنی داہنی چھاتی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ میں دے دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے میری چھاتی میں اس قدر دودھ اتر آیا کہ میں تعجب میں پڑ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جتنا چاہا پیا پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بائیں جانب لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بائیں چھاتی کا دودھ پینے سے انکار فرمادیا اور برابر یہی طریقہ مبارک رہا کہ ہمیشہ داہنے چھاتی سے پیتے اور بائیں چھاتی سے نہیں پیتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے بے شمار علوم کے خزانوں کو عطا فرما کر پیدا فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جانتے تھے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا شیر خوار بیٹا عبداللہ بھی ہے، اس لئے بائیں چھاتی کا دودھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کے لئے چھوڑ دیتے تھے گویا پیدا ہوتے ہی عدل وانصاف کی مثال قائم فرمادی اور زمانے کو بتادیا کہ میں کسی کا حق دبانے نہیں بلکہ عدل وانصاف کے ساتھ حق والوں کو ان کا حق دلانے آیا ہوں۔

ہمارے حضور حضرت حلیمہ کی گود میں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے جانے کی اجازت لی تو انہوں نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لختِ جگر نور نظر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میرے سپرد کیا اور صحت وسلامتی کے ساتھ واپس لوٹنے کی دعا کی۔

پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے کر شوہر کے پاس آئیں اور شوہر کو دکھلایا تو شوہر بھی ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہماری وہ اونٹنی جو خشک سالی کی وجہ سے ایک قطرہ بھی

دودھ نہ دیتی تھی اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور میرے شوہر نے اس کے دودھ کو خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خود میری چھاتی بھی دودھ سے بھر گئی جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور میرے بیٹے عبداللہ نے سیراب ہو کر پیا اور ہم نے بچین دکون کے ساتھ سو کر رات گزاری۔

یہ برکات دیکھ کر میرے شوہر نے کہا، حلیمہ! خدا کی قسم یہ سب برکتیں اس مبارک بچے کے سبب سے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ برکتوں میں اور بھی اضافہ ہوگا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہمارا گھر رحمتوں و برکتوں کا گہوارا بن گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھ کو بتایا کہ حلیمہ خاموش رہو اور ان باتوں کو چھپاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے علمائے یہود کو کھانا پینا سونا اور آرام کرنا حرام ہو گیا ہے۔ اگر ان کو معلوم ہو گیا تو وہ لوگ اس بچے کے ساتھ اور تیرے ساتھ حسد کریں گے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم تین دن تک مکہ میں ٹھہرے رہے، پھر دوسری عورتیں جب واپس ہونے لگیں تو میں بھی حضرت آمنہ طیبہ کے پاس الوداعی سلام کرنے اور واپس جانے کی اجازت لینے گئی تو میں نے حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، خدا کی قسم تمہارے بچے سے زیادہ برکت والا بچہ کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نورِ نظر کو پیار کیا اور مجھ کو دیتے ہوئے تاکید کی کہ اس بچے کی طرف سے خبردار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سواری دراز گوش پر سوار ہوئیں اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سواری دراز گوش نے تین سجدے کئے پھر اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اور چلی۔

حضرات! سواری کا سجدہ کرنا اور آسمان کی جانب سر اٹھانا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرنا تھا کہ اس نے مجھ کو یہ شرف بخشا ہے کہ دونوں جہاں کے سردار محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آج مجھ پر سوار ہیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میری وہی سواری جو لاغر و کمزور ہونے کے سبب چل نہیں سکتی تھی، اب وہ اس قدر چست اور توانا ہو گئی کہ ان تمام سواریوں کو پیچھے

چھوڑ کر آگے نکل گئی جو کہ سے پہلے کی چلی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر دوسری عورتوں نے تعجب کیا اور مجھ سے معلوم کیا کہ اے حلیمہ! کیا یہ وہی سواری ہے؟ وہ سواری تو اس قدر لاغر و کمزور تھی کہ اس سے چلا نہیں جاتا تھا اور وہ گر گر پڑتی تھی، تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سواری تو وہی ہے لیکن سوار بدل گیا ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ساری عورتیں تعجب میں پڑ گئیں اور بولیں کہ اب اس سواری کی عجیب شان ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں ان عورتوں کو جواب دے چکی اور خاموش ہوئی تو میں نے سنا کہ میری سواری کچھ بول رہی ہے کہ واقعی اب میری بڑی اور عجیب شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مرنے کے بعد زندہ کیا یعنی مجھ کو لاغر و کمزور ہونے کے بعد چست اور توانا کر دیا ہے۔

سواری کہہ رہی تھی: اے بنی سعد کی عورتو! تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتی کہ۔

مَنْ عَلٰی ظَهْرِیْ خَیْرُ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی میری پیٹھ پر کون سوار ہیں، میری پیٹھ پر خیر الانبیاء اور رسولوں کے سردار اور اولین و آخرین میں سب سے بہتر حبیب خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سوار ہیں۔

(طبقات ابن سعد، ص:۱۱۱، زرقانی علی المواہب، ص:۱۴۵، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۲۶-۲۷)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں راستے میں اپنے دائیں بائیں سے سنتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ

اے حلیمہ! تو (محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت سے قبل) غریب تھی اب دولت مند ہو گئی اور تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہو گئی۔ اس کے بعد میں بکریوں کے پاس سے گزری تو بکریاں دوڑ کر میرے پاس آ گئیں اور کہنے لگیں اے حلیمہ تو جانتی ہے کہ تو جس کو دودھ پلا رہی ہے وہ اللہ کے رسول اور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۲۶)

حضور کی برکت سے سارا گاؤں معطر ہو گیا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ جب ہم اپنے گھر پہنچے تو بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو خوشبو سے معطر نہ ہوا اور میری بکریاں جو خشک سالی کی وجہ سے اس قدر دبلی اور کمزور ہو گئی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے فربہ اور موٹی ہو گئیں اور سب کے تھن دودھ سے بھر گئے اور ہم سب ان کا دودھ نکال کر خوب سیراب ہو کر پیتے۔

حضور کی برکت سے بیمار شفا پاتے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنی سعد کے لوگوں (اور سارے گاؤں والوں) نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل برکتوں کی بارش دیکھی تو ان لوگوں کے دلوں میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعظمت پیدا ہوگئی اور سارے گاؤں والوں کو آپ کے مبارک ہونے کا یقین ہو گیا یہاں تک کہ کوئی آدمی یا جانور بیمار ہوتا تو اس بیمار کو لے کر ہمارے گھر آجاتے اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دست رحمت بیمار کے جسم سے پھیر دیتے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۴۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شافی، نافی ہو تم، کافی، وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود

مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بچپن شریف

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہر ہر ادا بے مثل اور لا جواب ہے۔ حضور کی ولادت شریف سے قبل کے احوال لا جواب، حضور کی میلاد شریف لا جواب، حضور کا بچپن شریف لا جواب۔ چنانچہ محدثین کرام بیان فرماتے ہیں کہ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے یعنی جھولا جھولایا کرتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۴۸، خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳)

حضور کی انگلی جدھر جاتی چاند ادھر ہی جھک جاتا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ کے بچپن شریف میں ایسے ایسے واقعات دیکھے۔

رأیتک فی المھد تناجی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ مال قال انی کنت احدثہ ویحدثنی۔ یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جھولے میں چاند سے بات کرتے دیکھا اور جدھر آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا ادھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں چاند سے اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۴۶، خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳)

اللہ اکبر! کیا شان ہے ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ آپ کا بچپن شریف ہے، آپ مہد میں جھولا جھول رہے ہیں، آپ کی انگشت مبارک جدھر جاتی آسمان کا چاند بھی ادھر ہی جھک جایا کرتا تھا گویا اللہ کریم نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے چاند کو کھلونا بنا دیا تھا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے کھیلا کریں اور محبوب نور تھے تو کھلونا بھی نور کا تھا۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

درود شریف:

حضور چاند کے سجدہ کرنے کی آواز کو مہد میں سنتے تھے

(۱) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں مہد میں جھولا جھولتا تھا اور جس وقت چاند عرش خدا کے نیچے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا تھا تو میں اس کے (سجدہ) میں گرنے کی آواز کو (مہد) سے سنتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳)

حضور، ماں کے شکم سے لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز کو سنتے تھے

(۲) ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ کے بچپن شریف میں آپ کو جھولے میں چاند سے بات کرتے دیکھا اور جدھر آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ ہوتا ادھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس روز کی تھی تو کیا۔ اس وقت آپ کو وہ سب واقعات معلوم ہیں؟ جو حالت بچپن میں آپ سے ظاہر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے عباس میرے چچا! یہ واقعات تو پیدائش کے بعد کے ہیں میں تم کو اس وقت کی بات بتا تا ہوں جب میں اپنی ماں کے شکم میں تھا اور رب تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ میری امت کے نامۂ اعمال کو لکھ رہا تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز کو میں اپنے ماں کے شکم میں سنتا تھا اور کس امتی کا نامۂ اعمال لکھا جارہا ہے اس امتی کو بھی میں مادر شکم سے دیکھتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳، مجمع الفتاویٰ ج،۲،ص:۹۷)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر بلند و بالا مقام و مرتبہ سے نوازا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زمین پر، مکہ شریف میں، اپنے گھر میں، جھولا میں تشریف فرما ہیں اور حالتِ بچپن میں شیر خواری کے عالم میں چاند آسمانوں کے اوپر عرش خدا کے نیچے اللہ تعالیٰ کو جو سجدہ کرتا تھا تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو سنتے تھے۔ اور لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی چرچراہٹ کی آواز کو بھی ماں کے شکم میں سنتے تھے۔ اور اس امتی کو بھی دیکھتے تھے جس کی تقدیر لکھی جارہی تھی۔

اے ایمان والو! اب اگر ہم اپنے گھروں سے اپنی محفلوں سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکارتے ہیں۔ یا رسول اللہ! کہتے ہیں تو یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہماری پکار کو، یا رسول اللہ کی صدا کو سنتے ہیں اور پکارنے والے غلام کو بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر اور ثابت ہے۔

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور کا بچپن میں چلنا پھرنا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چلنے پھرنے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوسرے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے بلکہ ان لڑکوں کو بھی کھیل کود سے منع فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نشو ونما حیرت انگیز تھا۔ آپ دو برس کی عمر میں چار برس کے معلوم ہوتے تھے اور ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرا بچہ ایک ماہ میں بڑھا کرتا ہے۔ اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف دو برس کے

قریب ہوئی تو ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ سخت دو پہر کے وقت باہر جانوروں کی طرف چلے گئے، چونکہ میں آپ کا بہت خیال رکھتی تھی، جب مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کے پیچھے گئی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شیما کے ساتھ واپس آ رہے تھے۔ میں نے شیما کو جھڑک کر کہا کہ ایسی دھوپ میں ان کو اپنے ساتھ کیوں لائی ہے؟ شیما نے کہا امی جان ان کو دھوپ نہیں لگتی ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک ابر ان پر برابر سایہ کیے رہا، جب یہ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب یہ ٹھہر جاتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور اس شان سے ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔ حضرت حلیمہ نے فرمایا بیٹی کیا یہ سچ ہے؟ شیما نے کہا خدا کی قسم جو کچھ میں نے بتایا وہ سچ ہے۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۸۵، مدارج النبوت، ج:۲، ص:۳۶)

حضرت حلیمہ کا اسلام اور وصال

ابن حجر نے بیان کیا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ دولتِ اسلام سے مشرف ہوئیں۔ اور مدینہ طیبہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں ان کی قبر شریف مشہور ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ (سیرت نبوی، ص:۵۵)

حضرت آمنہ طیبہ کا وصال

ہمارے حضور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد حضرت عبد اللہ تجارت کی غرض سے مکہ سے شام گئے، واپسی پر مدینہ طیبہ میں انتقال فرما گئے۔

اور قول مشہور کے مطابق حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۳۳)

اور جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف چھ برس کو پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور ام ایمن کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھیال مدینہ طیبہ میں قبیلہ بنی نجار کے پاس تشریف لائیں۔ ایک مہینہ مدینہ طیبہ میں اقامت فرمائی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان باتوں اور واقعات کو یاد فرماتے اور بیان کرتے جو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں ملاحظہ

فرمائے تھے۔ جب اس گھر کو دیکھتے جہاں والدہ ماجدہ کے ساتھ قیام کیا تھا تو بتاتے کہ یہ وہ گھر ہے جہاں میری والدہ رہی تھیں۔ اور یہ بھی بیان فرمایا کہ اس وقت جب یہودی میرے پاس آتے اور مجھ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ آمنہ کا بیٹا نبی ہے، یہ مدینہ طیبہ ہجرت کی جگہ ہے۔

ایک ماہ کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئیں لیکن مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے درمیان جب مقام ابواء میں پہنچیں تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور اسی مقام ابواء میں قبر بنی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بچپن میں چھ سال کی عمر میں اپنی پیاری اماں جان کو دفن ہوتے ہوئے دیکھا پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام ایمن کے ساتھ مکہ واپس آئے۔ (طبقات ابن سعد ج۱، ص ۱۱۶، سیرت نبوی، ص ۵۶، مدارج النبوت، ج ۲، ص ۳۳)

حضور، دادا جان کی کفالت میں

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصال کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے، آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر ہرگز کھانا نہیں کھاتے تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

حضور، ابو طالب کی کفالت میں

پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو دس یا ایک سو چالیس سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔

حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں رہے اور ابو طالب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دل و جان سے چاہتے تھے اور اپنی اولاد سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتے تھے اپنے پاس سلاتے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

ابو طالب تنگدست تھے مالی حالت بہت کمزور تھی۔

حضور کے بچپن کے برکات

(۱) ابو طالب اور ان کے گھر والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر کھانا کھاتے تو سب بھوکے رہتے اور حضور کے ساتھ مل کر کھاتے تو سب خوب سیر ہو کر کھاتے پھر بھی کھانا بچ جاتا۔

(۲) ابو طالب دودھ کا پیالہ سب سے پہلے حضور کو پیش کرتے، حضور کے پینے کے بعد پھر وہی پیالہ تمام گھر والے پیتے اور سب کے سب سیراب ہو جاتے، جب کہ وہ پیالہ صرف ایک آدمی کے لئے ہوتا تھا۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بچپن میں جب کہ ابھی آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی جب مکہ میں قحط پڑا، تمام قریش ابو طالب کے پاس آئے اور بارش طلب کی۔ ابو طالب حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو لے کر کعبہ شریف میں آئے، ابو طالب نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی پشتِ انور کو کعبہ کی دیوار سے لگا دیا اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا، اس وقت تک کوئی بادل نہیں تھا، اشارہ پاتے ہی چاروں طرف سے بادل جمع ہو گئے اور جھما جھم برسنے لگے۔ (سیرت نبوی ص:۹۰۷، مواہب اللدنیہ)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رحمت عالمیان، شفیع عاصیاں، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بچپن شریف میں برکت و رحمت کا یہ عالم تھا کہ دھوپ میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر ابر سایہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی برکت سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی برکت سے بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی برکت سے تھوڑا کھانا سب گھر والے سیراب ہو کر کھاتے اور بچ بھی جاتا۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی برکت سے ایک چھوٹا سا پیالہ جو ایک آدمی کو کفایت کرتا مگر اس پیالے سے سب گھر والے شکم سیر ہو کر پیتے پھر بھی دودھ بچ جاتا اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بچپن شریف میں یہ شان تھی کہ انگلی مبارک کا اشارہ پا کر چاند ادھر ہی جھک جاتا جدھر انگلی مبارک جاتی۔

اللہ، اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

چوتھا جمعہ..................................دوسرا بیان
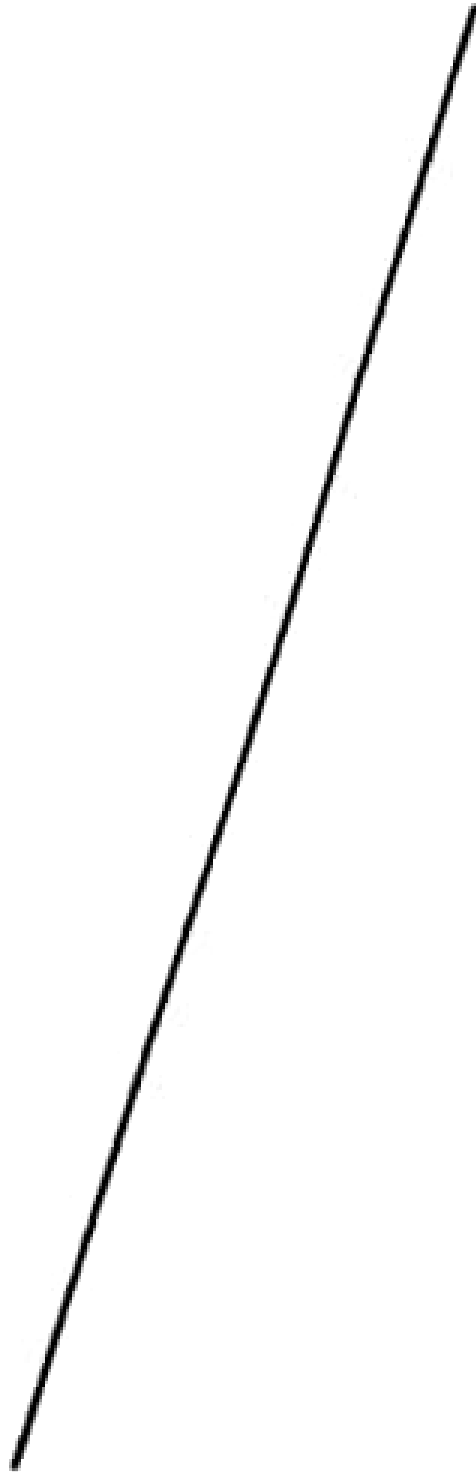
یادگاریٔ امت اور وصال شریف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں

مولانا جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ و والسلام

تمہید اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت و رہبری کے لئے انبیائے کرام و رسولان عظام علیہم السلام کی نورانی جماعت کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی اور رسول علیہ السلام اپنی امت کے درمیان رشد و ہدایت کا فریضہ بہت ہی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ اور امت کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت کا برتاؤ بھی کرتے رہے۔ لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء و رسل میں ایک بھی نبی و رسول ایسے نہیں نظر آتے جو پیدا ہوتے ہی اپنی امت کی یاد کی ہو اور بخشش کی دعا مانگی ہو۔ ہاں ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان رحمت کا یہ عالم ہے کہ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

حضرات! ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی، رحیم و کریم رسول، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور امت کی یاد کی اور بخشش کی دعا فرمائی۔ حیات طیبہ کے شب و روز امت کی یاد میں گزرتے تھے۔ غار ثور، غار حرا میں، شب برات و شب قدر میں، مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں، مسجد حرام و مسجد نبوی میں، سفر و حضر میں اور بعد وصال قبر شریف میں ہم گنہگار امت کو یاد کیا اور بخشش کی دعا فرمائی اور بروز قیامت میزان و پل اور حوض کوثر پر بھی ہماری یاد فرمائیں گے اور اس وقت تک قرار نہ لیں گے جب تک امت جنت میں داخل نہ ہو جائے اسی کو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ! کی کثرت کیجئے

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر بارہ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت تشریف لے آئے۔

امام اہل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہایت ہی پاک وصاف، طیب وطاہر تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایسی پاکیزہ اور تیز خوشبو ظاہر ہوئی کہ سارا گھر معطر ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوتے ہی سجدے میں چلے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور باقی سب انگلیاں بند تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا پایا (مواہب لدنیہ ج:۱ص:۲۰، زرقانی ج:۱ص:۱۱۳، خصائص کبریٰ ج:۱ص:۴۸)

حضرات! ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اپنے پیارے رب تعالیٰ کی بارگاہ احدیت وصمدیت میں سجدہ کیا اور شہادت کی انگلی آسمان کی جانب اٹھا کر باقی انگلیوں کو بند کر کے یہ اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے یہ بھی بتا دیا اور سمجھا دیا کہ سجدہ کرنے والا کسی حال میں خدا نہیں ہو سکتا اور یہ بھی پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ کو جس قدر میں نے پہچانا نہ کسی نبی ورسول نے پہچانا اور نہ کسی فرشتہ نے پہچانا اور اسی طرح میرے مقام ومرتبہ کا حال ہے کہ میرے مقام ومرتبہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نے نہیں پہچانا۔

حدیث شریف: يَا اَبَابَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَةً سِوَا رَبِّيْ۔

یعنی اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔

عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اور ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں

نہ جانے کس بلندی پر ہے کاشانہ محمد کا

درود شریف:

ہمارے نبی کو تمام نبیوں اور رسولوں سے زیادہ کمالات عطا ہوئے

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ کوئی منادی ندا کر رہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام کو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو، تمام مخلوق پہچان لے کہ تمام انبیاء و رسول کو جو کمالات و معجزات الگ الگ دیئے گئے تھے وہ سارے کمالات و معجزات بلکہ اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت آدم کا خلق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت اسمٰعیل کا ایثار، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی طاعت، حضرت داؤد کی آواز، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یوسف کا حسن، حضرت سلیمان کی سطوت، حضرت موسیٰ کا جلال، حضرت عیسیٰ کا جمال۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۲۳، مدارج النبوت، ج:۲، ص:۲۶)

حضرات! حتیٰ کہ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات و معجزات کو بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ایک ذات میں جمع دیکھنا ہو تو سرکار مدینہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات نور و رحمت میں نظارہ کرو۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

درود شریف:

ہمارے نبی نے پیدا ہوتے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا: حضرت صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح فرمایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پشت انور پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (شواہد النبوت، ص:۴۵)

شب ولادت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت خانہ کعبہ میں تھا تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی جانب (اور اسی جانب میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مکان شریف ہے جس میں سرکار کی ولادت ہوئی۔ گویا کعبہ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب جھکا اور سجدہ کیا) (شواہد النبوت، ص:۲۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی

ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں

اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کے تمام بت اوندھے گر گئے اور سب سے بڑا بت ھُبل منہ کے بل گرا، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا جس سے محل کے چودہ مینارے زمین پر گر گئے، فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا بجھ گیا۔ دریائے ساوئی خشک ہو گیا اس دریا کے کنارے شرک و بت پرستی ہوتی تھی۔ شیاطین کا آسمانوں پر آنا جانا بند ہو گیا اور بوقت ولادت شیطان (ابلیس) چیخا اور رویا۔

(مدارج النبوت، البدایہ والنہایہ، زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۱۲۱، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۵۱)

اے ایمان والو! وہابیوں دیوبندیوں، تبلیغیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ کر لیجئے تا کہ آپ کو اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے ان سے دور رہنے میں آسانی رہے۔

وہابیوں کا عقیدہ کہ میلاد شریف کے واقعات دجال کے گڑھے ہوئے ہیں

وہابیوں، غیر مقلدوں کے حافظ محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں کہ کسریٰ کے محل کا واقعہ بے اصل ہے۔ بتوں کا سرنگوں ہو جانا، دریا کا خشک ہو جانا، دریا کا جاری ہو جانا، روشنی کا دیکھنا سب جھوٹے ہیں اور کسی دجال کے گڑھے ہوئے ہیں۔ (اخبار محمدی دہلی، ص:۳، ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء)

حضرات! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم بزرگ ہیں، انہوں نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں لکھا اور حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کتنے بڑے عاشق رسول ہیں کہ عالم بیداری میں ۷۶ مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا کہ میلاد شریف کے وقت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے۔ اگر یہ واقعات جھوٹے اور دجال کے گڑھے ہوئے ہوتے تو یہ اللہ والے لوگ اپنی کتابوں میں ان واقعات کو ہرگز نہیں لکھتے۔ اب ان وہابیوں کے نزدیک وہ کون لوگ ہیں جو جھوٹے اور دجال ہیں، جنہوں نے ان واقعات کو گڑھا اور جھوٹا بیان کیا ہے، ان نورانی واقعات کو بیان کرنے والے بریلی شریف کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود بہت سے واقعات بیان فرمائے جو ولادت کے وقت ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اور بہت سے ائمہ ومحدثین اور اولیاء وعلماء نے ان نورانی واقعات کو بیان فرمایا اور اپنی کتابوں میں لکھا بھی، مگر وہابی دیوبندی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض وعناد ہے اس لئے میلاد شریف کو کنہیا کا جنم کہتا ہے اور میلاد شریف کے نورانی واقعات کو جھوٹا اور دجال کے گڑھے ہوئے بتاتا ہے۔

حضرات! حق تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے ہیں۔ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ شاہد ہے اور میلاد شریف کی بہاریں اور برکتیں ہم غلاموں کے لئے ہیں۔ وہابی دیوبندی کو کیا لینا دینا ہے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرات! ہمارے سرکار، دونوں عالم کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور امت کو یاد فرمایا اور دعا مانگی۔

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ۞ یعنی اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

اور مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

شب معراج میں یادِ اُمت

حضرات! اسی طرح ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج میں بھی ہم گنہگار امت کو نہ بھولے بلکہ اس مبارک شب میں بھی امت کو یاد کیا اور بخشش کی تمہید باندھی۔

واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری کے لئے جنتی براق پیش خدمت کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب جنتی سواری براق پر سوار ہونے کے لئے قدم ناز کو اٹھایا اور سوار ہونا چاہتے تھے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو امت کی یاد آ گئی اور اٹھے ہوئے قدم رحمت کو روک لیا اور سوار نہیں ہوئے، توقف فرمایا اور یاد امت میں مبارک آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بڑے ادب واحترام کے ساتھ شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے حبیب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا میری خدمت میں کچھ کمی رہ گئی جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم براق پر سوار ہونے سے رک گئے۔ تو آقا کریم، معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! (علیہ السلام) تمہاری محبت وخدمت میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ مجھے میری امت یاد آ رہی ہے۔

اے جبرئیل! (علیہ السلام) آج میرے لئے میرے رب تعالیٰ نے اس باب کرم کو وا فرمایا ہے، کھولا ہے جو ہر نبی اور تمام رسولوں کے لئے بند تھا۔ آج ہمارے اکرام میں تمام آسمانوں اور جنت کو آراستہ کیا گیا ہے۔ تمام فرشتے میرے استقبال کے لئے صف بستہ کھڑے ہیں مگر اس خاص نوازش واکرام کے وقت مجھے میری امت یاد آ رہی ہے۔ اے جبرئیل! علیہ السلام میری امت گنہگار و کمزور ہے اور بروز قیامت ہر ایک امتی کو پل صراط سے گزرنا ہے۔ وہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ گناہوں کا بھاری بوجھ سر پر لئے اس نازک پل کو میری امت کیسے پار کرے گی؟

میری امت کی بخشش ونجات کے معاملہ میں جب تک مجھے خوش خبری نہیں سنائی جائے گی اس وقت تک میں براق پر سوار نہیں ہونگا۔ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ناز ہے اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں۔

رب تعالیٰ کی رحمت نے آواز دی اے جبرئیل! میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیغام مسرت سنادو کہ امت کی فکر نہ کریں کہ آپ کے نام لیوا غلام پل صراط سے ایسے گزر جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

(ملخصاً نزہۃ المجالس، ج۲، ص:۲۳۶)

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

اے ایمان والو! ہمارے پیارے حضور رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہر موقع پر امت کی یاد فرمائی اور رو رو کر بخشش کی دعا مانگی۔

شب معراج، رب تعالیٰ کے قرب میں بھی یاد امت

حضرات! شب معراج لامکاں میں رب تعالیٰ کے قرب خاص میں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) ہم نے اپنی مرضی سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کو نماز کا تحفہ عطا کیا ہے۔ اے میرے پیارے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) آپ کی کیا مرضی ہے؟ بولئے۔ آپ کا رب تعالیٰ آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو عطا فرمائے گا۔

تو ہمارے مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں عرض کیا اَلصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے جتنے نیک امتی ہیں ان کو تو لے لے اور میری امت کے گنہگاروں کو میرے حوالے فرمادے۔ (ملخصاً نزہۃ المجالس، ج۲، ص:۳۰۶)

اللہ اکبر! اس شان کی رحیمی کریمی اور یاد امت کسی اور نبی میں نظر نہیں آتی کہ نیکوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور گنہگاروں کو اپنے دامن کرم میں لے رہے ہیں اور ان کو چھپا رہے ہیں۔

حضرات! مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تو استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

دھوم ڈالی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

حضور کا غار میں جا کر امتی پکارنا

حضرات! ہمارے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جب یہ آیت اُتری وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ج (پ۱۶ ع۸)

ترجمہ: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

آپ کو معلوم ہے کہ پل صراط کی حقیقت کیا؟

بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز راور پانچ سو برس کا راستہ ہے۔اور پل صراط کے نیچے دوزخ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک کو اس پل سے گزرنا ہے۔

جب یہ آیت اتری تو غم خوار امت فکر امت میں بے قرار ہو گئے اور بہت روئے کہ میری امت پل صراط سے کیسے گزرے گی۔

رحیم وکریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غم امت میں اس قدر روئے کہ دامن تر ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی حالت میں اٹھے۔ مدینہ طیبہ کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کا نام جبل تلا ہے۔اس کے ایک غار میں ہمارے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے اور سر سجدہ میں رکھ کر غم امت میں زار وقطار رو رہے ہیں اور امت کی بخشش کی دعا فرما رہے ہیں۔

اور ادھر مدینہ طیبہ میں کہرام مچ گیا، صحابۂ کرام بے چین و پریشان ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟ ایسا لگتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں اندھیرا چھا گیا ہو۔ وہ صحابۂ کرام جن کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے بغیر چین نہیں آتا تھا، جو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے تھے وہ سب بڑے بے قرار اور پریشان ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟

حضرات! تین دن گزر گئے صحابہ بڑے پریشان تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری حالت تو ایسی ہوگئی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے۔ میں مدینہ طیبہ اور اس کے اردگرد ہر ایک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پتہ پوچھتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ تین دن ہوگئے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہاڑوں کی طرف جاتے دیکھا تھا، اس کے بعد مجھے معلوم نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑوں کی طرف چل پڑا اور ہر ملنے والے شخص سے آپ کا پتہ پوچھتا تھا۔ فرماتے ہیں، ایک چرواہا مجھے ملا جو مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا، میں نے اس سے پوچھا، تو اس چرواہے نے کہا، ہاں ایک بات میں جانتا ہوں کہ اس پہاڑی میں ایک غار ہے، اس میں ایک شخص شب و روز رو رہا ہے اور جب سے اس کے رونے کی درد بھری آواز کو میری بکریوں نے سنا ہے تو کھانا پینا چھوڑ دیا ہے، میری یہ بھیڑ، بکریاں نہ کچھ کھاتی ہیں اور نہ پیتی ہیں۔ یہ بھیڑ، بکریاں انتہائی پریشان اور بے چینی کی حالت میں سروں کو جھکائے اسی غار کی طرف جاتی ہیں۔ میں کئی دنوں سے پریشان ہوں آخر معاملہ کیا ہے؟ میں نے کئی بار غار میں جانے کی کوشش کی مگر جب غار کے قریب پہنچتا ہوں خوف و ہیبت سے میرے قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور میں واپس آجاتا ہوں۔ ہاں غار میں رونے والا بڑے درد بھرے انداز میں روتا ہے اور بار بار امتی امتی پکارتا ہے۔ چرواہے کی باتوں کو سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ اس قدر غمِ امت میں رونے والے اور امتی، امتی پکارنے والے یقیناً ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے اور غار کے منہ کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جو سر سجدہ میں رکھے ہوئے غم امت میں رو رہے ہیں اور امت کو یاد کر کے امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پا کر اور آپ کو نہ دیکھ کر مدینہ میں کہرام مچا ہوا ہے، صحابہ بے چین و پریشان ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم سر کو سجدے سے اٹھایئے اور مدینہ تشریف لے چلئے۔ مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے میں روتے ہی رہے۔ مدینہ طیبہ میں صحابہ کو بھی خبر ہوگئی کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑی کے غار میں سر سجدے میں رکھے ہوئے اور رو رو کر امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

ابو بکر و عمر فاروق اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے صحابہ غار میں حاضر ہوئے اور سب نے منت و سماجت کی لیکن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سر سجدے میں رکھے ہوئے رو رہے ہیں اور امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جائے، ان کو دیکھ کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے سے سر انور اٹھالیں گے، اس لئے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سارے رنج وغم دور ہو جاتے ہیں۔

سیدہ، ظاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

چنانچہ صحابہ کے اصرار پر شہزادیٔ سلطان کونین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مولا علی شیر خدا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ غار میں اپنے بابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں عرض کرنے لگیں اے بابا جان! آپ یہاں تشریف لے آئے اور تین دن سے ہم آپ کی جدائی اور فراق میں پریشان ہیں کہ آپ کہاں چلے گئے۔ اے بابا جان ان کو دیکھو یہ آپ کی آنکھ کے نور اور دل کے چین آپ کے نواسے حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کے لئے بے چین ہیں اور آپ کو نہ دیکھ پا کر کھانا پینا بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اے بابا جان! اپنے حسن وحسین کے لئے سر کو سجدے سے اٹھایئے اور مدینہ طیبہ تشریف لے چلئے مگر پھر بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے سے نہ اٹھے اور برابر گریہ وزاری فرماتے رہے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے بابا جان! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا تو آپ کی بیٹی فاطمہ بھی سجدہ کرنے جارہی ہے اور اس وقت تک سر کو سجدے سے نہ اٹھائے گی جب تک قیامت نہ آجائے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اتنا عرض کرنا تھا کہ غم خوار امت، رسول رحمت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سر انور کو سجدے سے اٹھا دیا اور ارشاد فرما دیا بیٹی! فاطمہ اگر تو ضد نہ کرتی تو میں اپنے سر کو سجدے سے اس وقت تک نہ اٹھاتا جب تک کہ رب تعالیٰ میری پوری امت کی بخشش ونجات نہ فرما دیتا۔ (ملخص: نزہۃ المجالس، ج۲، ص۲۳۷)

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

وقت وصال یاد امت: ہمارے آقا، محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کی گھڑی جب قریب آتی ہے یعنی آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اور نور نظر، راحت جان حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس موجود ہیں۔ دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دیتی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے دروازہ پر جا کر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اور آرام فرمارہے ہیں۔اس لئے آپ پھر آئیے گا۔اس طرح تین مرتبہ دروازہ پر آواز ہوتی ہے اور ہر بار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جا کر یہ بول کر جاتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار ہیں اور آرام فرمارہے ہیں مگر تیسری مرتبہ دروازہ پر آواز ہوتی ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دروازے پر جانے کے لئے اٹھنا ہی چاہتی تھیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا میری پیاری بیٹی فاطمہ جاؤ اور دروازہ کھول دو یہ آنے والے اور کوئی نہیں بلکہ ملک الموت علیہ السلام ہیں۔مگر بیٹی یہ تمہارے بابا جان کا گھر ہے۔اس لئے قیامت تو آسکتی ہے مگر بغیر اجازت ملک الموت علیہ السلام گھر کے اندر داخل نہیں ہوسکتے۔

بے اجازت جن کے گھر جبریل بھی آتے ہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

المختصر: دروازہ کھولا گیا حضرت ملک الموت علیہ السلام اجازت حاصل کرتے ہیں۔درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے بارگاہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضری کے شرف سے باریاب ہوئے اور آنے کا مقصد بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاضر ہوا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی حکم ہے کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی ہوگی تو روح قبض کرنا ورنہ نہیں۔تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے مطابق عمل پر کاربند ہوں۔جیسا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے تو ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت یہ تو بتاؤ کہ مرنے والے کو روح کے نکلتے وقت کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرنے والے کو موت کے وقت اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ ستر ہزار تلواروں کا جھٹکا ایک طرف اتنی زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو غمخوار امت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! تو کیا ایسی ہی تکلیف میری امت کو بھی موت کے وقت ہوگی؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غمگین و بے قرار ہوگئے اور امت کے غم میں روتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت! میں تم کو اس وقت تک اپنی روح کو قبض کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس بات کی ضمانت نہ دلوادو کہ قیامت تک میری امت کو موت کے وقت جو تکلیف ہونے والی ہے ان ساری تکلیفوں کو میری روح کے قبض کرنے کے وقت مجھ پر ڈال دیا جائے میں ان

ساری تکلیفوں کو برداشت کرلوں گا مگر میری امت کو تکلیف ہو میں کسی حال میں گوارہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے ملک الموت! میرے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خوشخبری سنادو کہ آپ کی امت کی روح ایسے نکال لی جائے گی جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور امتی کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

حضرات! رسول رحمت، شفیع امت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غمخواری۔ رحیمی، کریمی اور مہربانی پر سو جان سے فدا اور قربان ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مشفق و مہربان نبی اور سراپا رحم و کرم رسول ہم گنہگار امت کو عطا کیا۔

خوب فرمایا: عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو اور میں تم پہ فدا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروروں درود

قبر انور میں بھی یاد امت: مشہور محقق عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبر انور و اقدس میں داخل ہوئے تھے اور قبر مبارک میں سب سے پیچھے نکلنے والے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، فرماتے ہیں کہ قبر انور و اقدس میں میں نے دیکھا کہ رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارک ہل رہے ہیں، میں نے کان لگا کر سنا تو فرما رہے تھے۔ رَبِّ اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ۔ یعنی بعد وصال قبر شریف میں بھی اپنی امت کو یاد فرما رہے تھے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کی بخشش کی دعا فرما رہے تھے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۵۱۷)

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت سے اس قدر پیار و محبت فرماتے تھے کہ پیدا ہوتے ہی امت کی یاد فرمائی اور ظاہری حیات طیبہ میں یاد فرماتے رہے اور بعد وصال بھی قبر انور میں امت کو نہ بھولے بلکہ امتی، امتی کی صدا زبان نبوت پر جاری رہی۔

اس لئے مومن و وفادار امتی پر واجب ہے کہ دن ہو کہ رات ہر وقت اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یا نبی یا نبی کا ترانہ گاتا رہے اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کی صدا لگاتا رہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:۔

قیامت کے دن یاد امت کے لئے تین مخصوص مقام

حدیث شریف ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بروز قیامت ملاقات کے لئے عرض کیا یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر مجھے قیامت کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کرنا ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم سے کس جگہ ملاقات ہوگی؟

تو ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت میری ملاقات کے لئے تین مقام ہوں گے۔

حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن میری ملاقات کے تین مخصوص مقام ہوں گے جہاں میں مل سکوں گا۔

ایک مقام میزان ہے جہاں میری امت کے اعمال تولے جارہے ہوں گے اور میں میزان کے پاس اس لئے کھڑا رہوں گا کہ اگر کسی امتی کی نیکی کم ہوگی تو میں اپنی نیکی دے کر اس کی کو پورا کردوں گا۔

(ترمذی جامع صحیح، ج:۴، ص:۶۲۱، مسند احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۱۷۸، فتح الباری، ج:۸، ص:۶۴۴، مشکوٰۃ شریف، ص:۴۹۳)

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ، واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ، واہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میزان پر نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں؟ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر پر ہوں گا۔ میری امت پیاسی ہوگی اور میں جام کوثر پلاتا ہوں گا۔

سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ٹھنڈا ٹھنڈا، میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

حوض کوثر کیا ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ایک دن ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟

تو ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ جنت میں ایک نہر ہے جس میں بہت زیادہ خیر ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر بروز قیامت میری امت (اپنی پیاس بجھانے کے لئے) آئے گی۔

(اٰنِیَتُہٗ عَدَدُ الْکَوَاکِبِ) اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۰۰، ابوداؤد سنن، ج:۱، ص:۲۸۸)

حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد کیا ہے؟

تو ہمارے پیارے آقا مالک حوض کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَاٰنِیَتُہٗ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ وَ کَوَاکِبِھَا (صحیح مسلم، ج:۳، ص:۹۸، ۱۷، ابن ماجہ سنن، ج:۳، ص:۱۴۳۸)

یقیناً حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں اور سیاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حوض کوثر سے پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

مَآؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ ۔ یعنی حوض کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۳، ص:۷۹۸، ۱۰ابن ماجہ سنن، ج:۲، ص:۱۴۳۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر ہم حوض پر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پائیں؟ تو رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پل صراط پر ملوں گا، جبرئیل کے پر بچھے ہوں گے اور میں اپنی امت کے لئے دعا کر رہا ہوں گا۔

رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ۔ رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ۔ یعنی اے میرے رب میری امت کو سلامتی کے ساتھ گزار دے۔

حضرات! جب ہم گنہگاروں کے حق میں دعا کرنے والے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں گے تو فکر کس بات کی؟

اسی لئے تو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد

درود شریف:

حضرات! پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہے۔ پل صراط کے اوپر جہنم ہے اور اس کے پار جنت ہے۔ (بخاری کتاب الاذان، ص:۲۷۸)

رسول اللہ، امت کے ہمراہ

پل صراط سے سب سے پہلے گزریں گے

فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ ۝ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۷۸، الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۲۲۰)

اے ایمان والو! صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ تمام رسولوں اور ان کی امتوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے ہمراہ پل صراط سے گزریں گے اور اس کو عبور کریں گے۔

یعنی پتہ چلا کہ سارے رسولوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اور تمام امتوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت جنت میں داخل ہوگی۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا صاحب شفاعت، مالک جنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْجَنَّةَ حُرِّمَتْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ حَتّٰى اَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتِىْ ؕ

یعنی بے شک جنت تمام انبیاء پر حرام کردی گئی ہے جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ (طبرانی معجم اوسط، ج:۱، ص:۲۸۹، مجمع الزوائد، ج:۱۰، ص:۶۹)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

ایک مخصوص دُعا اُمتی کے لئے

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے پیارے آقا محبوب داور، شافع محشر، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایک مقبول دعا عطا کی ہے، چاہے دنیا میں مانگ لیں یا آخرت میں۔ ہر نبی نے وہ مقبول دعا دنیا ہی میں مانگ لی اور ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

وَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِىْ فِى الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری، ج:۵، ص:۲۳۲۳، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۱۸۸)

یعنی میں نے اس مقبول دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت و بخشش کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔

اے ایمان والو! مصطفیٰ جان رحمت، شفیع امت سراپا کرم ہی کرم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر تن، من، دھن اور جان و دل کے ساتھ فدا اور قربان ہو جاؤ کہ ایسا مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی اور امت کو نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہم گنہگاروں کو نصیب ہوئے ہیں۔

عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری بھروسہ تیرا

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سارے نبی منبر پر بیٹھیں گے اور میں کھڑا رہوں گا

شاہ طیبہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر ہوں گے اور وہ سب اس پر بیٹھے ہوں گے اور میں منبر پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ میں اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت (بے یار و مددگار) رہ جائے چنانچہ میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ۔یعنی اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت کو میرے حوالے فرمادے۔

چنانچہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے کچھ لوگ

یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَمِنْهُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِىْ ۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

اور آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

حتیٰ کہ ان امتیوں کی بھی شفاعت کروں گا۔

قَدْ بُعِثَ بِهِمْ اِلَى النَّار ۔ جن کو دوزخ میں بھیجا جاچکا ہے۔

اور جہنم کا داروغہ عرض کرے گا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

مَا تَرَكْتُ لِلنَّارِ بِغَضَبِ رَبِّكَ فِىْ اُمَّتِكَ مِنْ بَقِيَّةٍ ۔

(حاکم مستدرک، ج:۱، ص:۱۳۵، طبرانی معجم اوسط، ج:۳، ص:۲۰۸، الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۴۳۱)

یعنی آپ نے اپنی امت کے کسی فرد کو جہنم میں رہنے نہیں دیا جس پر آپ کا رب تعالیٰ عذاب کرے۔

یعنی آپ نے اپنی امت کے ایک ایک فرد کو جہنم سے نکال کر جنت کا حقدار بنا دیا۔

خوب فرمایا نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

حضرات! غم خوار امت، سراپا کرم و عنایت، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کس شان سے اپنی امت کے ساتھ پیار و محبت فرما رہے ہیں اور کس قدر امت کے لئے رحم و کرم کا دریا بہا رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ اَوْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ ۝

یعنی اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں جو برابر بھی ایمان ہے اور اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ذرے کے برابر، یا رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۱۲۷، مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۸۳)

حضرات! ایمان کی حفاظت فرض عین ہے جو نماز و روزہ وغیرہ سے بھی اہم ہے۔ تو ایسے قیمتی ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بدعقیدوں، مخالفوں سے ہر حال میں دور رہا جائے، ان کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے مسلم بزرگ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

(۱) نبی خود اپنا بچاؤ نہیں جانتے تو دوسرے کو کیا بچائیں گے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۳)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ کو قیامت کے دن نہیں بچا سکتے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۷۹)

اے ایمان والو! مخالف کا عقیدہ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کو کس حد تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض و عناد ہے جو یہودیت اور عیسائیت سے بھی دو قدم آگے ہے۔

اور صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی کہ۔

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صاحب شفاعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص کو بھی جہنم سے بچا لیں گے جس کے دل میں جو کے برابر یا ایک ذرے کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور شافع محشر محبوب داور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۱۰)

یعنی میں ان لوگوں کو ضرور بضرور جہنم سے نکال لوں گا جنہوں نے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پڑھا تھا۔

حضور کی شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور، نور علیٰ نور، رحمت عالم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ۝

(ترمذی جامع کبیر، ج:۳، ص:۲۲۵، ابن ماجہ سنن، ج:۳، ص:۹۳۳۱)

یعنی میری شفاعت کبیرہ گناہ کرنے والوں (یعنی بڑے سے بڑے گنہگار) کے لئے ہے

حضرات! احدیث طیبہ کی روشنی میں خوب اچھی طرح پتہ چلا اور معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی شفاعت سے اس شخص کو جہنم سے بچالیں گے جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور اگر کوئی ایمان والا گنہگار امتی جہنم میں ڈال دیا گیا ہے تو اس شخص کو بھی جہنم سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرات! مخالف کا یہ کہنا کہ نبی خود اپنا بچاؤ نہیں جانتے تو دوسرے کو کیا بچائیں گے

یا مخالف کا یہ کہنا کہ نبی اپنی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو قیامت کے دن نہیں بچا سکتے۔

سراسر غلط اور دھوکہ ہے اور اس طرح کی بولی مومن کی نہیں بلکہ منافق جہنمی کی ہوتی ہے۔ بیشک وشبہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے وفادار مومن امتی کو دنیا میں ہر غم اور مصیبت سے بچاتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے غلاموں کو میزان و پل صراط پر بچائیں گے اور حوض کوثر کا جام اپنے ہاتھوں سے پلائیں گے۔

اور مخالف کا یہ کہنا کہ دوسرے کو کیا بچائیں گے۔ اگر دوسرے سے مراد وہابی دیوبندی ہیں تو یقیناً ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منافقوں کو نہیں بچائیں گے۔

اور بنت مصطفیٰ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان تو بہت ہی بلند و بالا ہے ان کی ایک نظر عنایت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں گنہگاروں کے قید و بند کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آئیں گی اور شہزادیٔ سلطان کونین کی ابرو کے اشارہ سے بیشمار امت جنت کی حقدار ٹھہرے گی۔

خوب فرمایا عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ

خدا، مصطفیٰ کی رضا چاہتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (پ۳۰،ع۱۸)

ترجمہ: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنز الایمان)

حضرات! ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غلاموں کی بخشش ونجات کی خاطر غم امت میں اس قدر گریہ وزاری فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ، محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی لئے امت کو بخش کر جنت کا حقدار بنادے گا۔

حضور کا غمِ امت میں رونا

اے ایمان والو! ایک دن کی بات ہے کہ ہمارے پیارے سرکار، امت کے غم خوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گریہ وزاری کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیوں رو رہے ہیں۔ (محبّ ومحبوب کے درمیان راز محبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے)

مصطفیٰ جان رحمت، شفیع امت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! میری امت گنہگار ہے اور میں اپنی امت کے غم میں رو رہا ہوں۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس جواب پر رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہہ دو۔

اللہ تعالیٰ محبوب کو امت کے حق میں راضی کردے گا۔

اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک ہم عنقریب آپ کو آپ کی امت کے حق میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے۔ (صحیح مسلم، ج:۱، ص:۱۹۱، نسائی سنن کبریٰ، ج:۶، ص:۳۷۳)

جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رب تعالیٰ کا یہ فرمان سنا تو فرمایا۔

وَاللّٰهِ! لَا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ ط (تفسیر جلالین، ج:۱، ص:۸۱۲)

یعنی اللہ کی قسم میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں ہوگا۔

اُمت کی بخشش ہوگئی تو محبوب راضی ہوگئے

حضرات! بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اذن شفاعت عطا فرمائے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی شفاعت سے امت کو بخشوائیں گے حتیٰ کی جن کے دل میں جو کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر یا ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو بخشوالیں گے یہاں تک کہ اگر وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا گیا ہے تو اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے اور جنت میں داخل فرما دیں گے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کیا آپ راضی ہو گئے تو محبوب داور شفیع محشر، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب عرض کریں گے۔

نَعَمْ، رَضِیْتُ۔ (طبرانی معجم اوسط، ج:۳، ص:۳۰۷، کنز العمال، ص:۶۳۷)

ہاں (اے میرے رب تعالیٰ) میں راضی ہو گیا۔

حضرات! ہمارے مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول، مصطفیٰ جانِ رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے تو زبانِ رحمت سے امتی امتی کی صدا آرہی تھی اور ہم غلاموں کو یاد فرماتے رہے۔ شب معراج قرب رب تعالیٰ میں پہنچ کر امتی امتی فرما کر اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ خاص میں ہماری یاد فرمائی۔ حیات طیبہ کے آخری لحات تک امتی امتی فرماتے رہے اور ہمارے غم میں روتے رہے اور ہماری بخشش کی دعا فرماتے رہے۔ بعد وصال قبر شریف میں امتی امتی کہہ کر ہم غلاموں کو یاد فرمایا اور بروز قیامت میزان و پل اور حوض کوثر پر امتی امتی پکاریں گے اور ہمارے لئے ہر طرح کی آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔ حق تو یہ ہے کہ ہر نبی کی زبان پر قیامت کے روز نفسی نفسی کی صدا ہوگی۔ اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان رحمت پر امتی، امتی کی صدا ہوگی۔

خدا کی قسم! سب محشر والے نبی کی تلاش میں ہوں گے۔ اور ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو ڈھونڈ رہے ہوں گے۔

مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشکوں کا بندھا ہوگا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا

درود شریف:

اے ایمان والو! سو جان سے قربان ہو جاؤ اپنے پیارے نبی اور اچھوں میں اچھے رسول، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ اس وقت تک سکون وقرار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ آئے گا جب تک ایمان والے امت کے ایک ایک فرد کو بخشوا کر جنت میں داخل نہ فرمادیں گے۔

اور قیامت کے دن امت کے غم میں رو رو کر گنہگار امت کی نجات وبخشش کی تمہید اٹھاتے رہیں گے اور اس وقت تک راضی اور خوش نہیں ہوں گے جب تک امت کا ایک ایک فرد جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل، بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف

آقائے کائنات نے صدیق اکبر کو امام بنایا: زمانہ علالت میں ہمارے حضور، نور علیٰ نور، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کے امام بنے اور تین روز تک مسلسل صحابہ کرام کی نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔

مشہور محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ علالت میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے اذان دی اور اذان کے بعد حجرہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ!

گویا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کے بعد اپنے کریم ورحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان انور کے دروازۂ رحمت پر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ تو مکان شریف کے اندر سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ان کی امامت کریں۔

(مدارج النبوت، ج ۲، ص ۱۰۷)

حضرات! گویا امام الانبیاء حبیب کبریا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سامنے ہی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کا امام اور اپنا خلیفہ بنادیا تھا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

اذان کے بعد نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا سنت ہے

حضرات! مشہور عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی معروف زمانہ کتاب مدارج النبوۃ شریف میں حدیث شریف کو تحریر فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کے بعد مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درِ نور پر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ تو ثابت ہوگیا کہ اذان کے بعد نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت و ناجائز نہیں ہے بلکہ صحابۂ کرام کی سنت ہے۔

اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کا ثبوت

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ عظیم الشان محدث، حضرت علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فتاویٰ کبریٰ میں صحیح مسلم اور ابن ماجہ کے علاوہ سنن اربعہ کی وہ احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں اذان کے بعد اور دعائے وسیلہ سے پہلے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم وارد ہے۔ مثلاً یہ حدیث نقل فرمائی۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علیّ فانہ من صلی علیّ صلوۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۶۶، فتاویٰ کبریٰ، مقالات کاظمی، ج ۳، ص ۳۰۹)

یعنی آقائے کائنات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن سے اذان سنو تو اس کی مثل کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درود پڑھو بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگو یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھو۔

حضرات! اس حدیث طیبہ سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ اذان دینے کے بعد مجھ پر درود وسلام پڑھو۔ تو اذان کے بعد اور نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

دوسری بات: یہ معلوم ہوئی کہ دعا مانگنے کے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ (صحیح مسلم ج:۱، ص:۱۶۶)

یعنی میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگو تو مجھ کو وسیلہ بنا لو یعنی میرے وسیلہ سے دعا مانگا کرو۔

تو! دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہوا کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنانا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم، الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرت بلال عاشق رسول تھے

اے ایمان والو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حجرہ شریف سے باہر نہ نکلنا اور نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کرنا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشق صادق تھے سب کچھ سمجھ گئے تھے، پھر عاشق زار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا گزری ملاحظہ فرمائیے۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سر پیٹتے (روتے اور فریاد کرتے باہر آئے۔ چونکہ امید ٹوٹ چکی تھی اور کمر شکستہ ہو گئی تھی (حضرت بلال) کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر مجھے جنا تھا تو اس دن کے دیکھنے سے پہلے مجھے موت آ جاتی اور میں (اپنے مشفق ومہربان) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس حال میں نہ دیکھتا۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں آئے اور کہا کہ اے ابوبکر صدیق اکبر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیئے (مصلے پر جائیے) اور لوگوں کو نماز پڑھائیے۔

(مدارج النبوت، ج:۲، ص:۱۶ء)

ابوبکر صدیق کا تڑپنا اور رونا: عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف (اور مصلیٰ امامت) ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر غمگین ہوئے کہ خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور تمام صحابہ رونے لگے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک میں یہ آواز پہنچی تو اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آرہی ہیں؟

تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور تڑپنے کی ہیں کہ صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مسجد میں نہ دیکھ کر رو رہے ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۱۶ء)

ابوبکر صدیق کی امامت وخلافت پر مولیٰ علی کی تصدیق وتائید

حضرات! محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے تمام صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام کی نمازوں کی امامت کے لئے مخصوص کرنا اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اول ہیں اس پر واضح دلیل ہے ملاحظہ فرمائیے۔

ابوبکر صدیق خلیفۂ اول ہیں، مولیٰ علی کی تصدیق وتائید

سید السادات، سید الاولیاء، ابوالحسن والحسین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُکَ۔ یعنی اے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا اور مقدم کیا ہے تو کون ہے؟ جو آپ کو مؤخر کرے۔ اور آپ نے لوگوں کی نماز پڑھائی، میں موجود تھا غائب نہ تھا، تندرست تھا بیمار نہ تھا۔ اگر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

چاہتے تو مجھے آگے بڑھا سکتے تھے (مگر مجھے نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا)
لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس شخص یعنی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو گئے جس پر خدا اور رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہوئے۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۱۸)

حضور کا ارشاد کہ میری قبر کو بت نہ بنانا: شاہ طیبہ، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وصال شریف سے پانچ دن پہلے فرمایا:

اے لوگو! جان لو! اور آگاہ ہو جاؤ! کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں اور نیکوں کی قبروں کو مساجد یعنی سجدہ گاہ بنالیا تھا، تمہیں لازم ہے کہ ایسا نہ کرنا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۔ یعنی اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ (سجدہ گاہ بنالیا) بلاشبہ اے مسلمانو! میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

(شیخ ابن حجر، شرح مشکوۃ، مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۴۰)

حضرات! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی اور نصرانی اپنے نبی کی قبر کے سامنے سجدہ کرتے تھے اور نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا بنالیا تھا۔
تو لعنت کی وجہ صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گئی کہ جو بھی شخص کسی کی بھی قبر پر سجدہ کرے گا وہ شخص لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

الحمد للہ، صد بار الحمد للہ! ہم اہل سنت و جماعت یعنی سنی مسلمان مدینہ طیبہ میں اپنے رحیم و کریم نبی، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر پر اور بغداد شریف میں اپنے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر اور اجمیر شریف میں اپنے پیارے خواجہ ہند کے راجا حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر یا کسی بھی بزرگ کی قبر پر سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور قبر کا بوسہ لینا بھی خلاف ادب ہے۔ اور بہت سے عشاق کے نزدیک قبر شریف سے لپٹنا اور لپٹ کر رونا اور فریاد کرنا ثابت ہے۔

حضرات! خوب غور سے سن لیجئے اور یاد رکھئے کہ قبر کو بت بنانا اور قبر کی عبادت کرنا کفر ہے مگر قبر سے محبت کرنا اور قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو طلب کرنا حدیث و سنت سے ثابت ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

اور مجدد اعظم، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پر تجھ کو کیا

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

ان کے نام پاک پر دل، جان و مال
نجدیا ! سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

درود شریف:

اے ایمان والو! محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو ملعون قرار دیا جس نے کسی قبر کو سجدہ گاہ بنایا اور اس کی عبادت کی مگر ہمارے مخالف نے محبوب خدا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور اور مزار اقدس ہی کو بت اور شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ لکھا۔

حضرات! عدل وانصاف کی آنکھ سے اور ایمان کی روشنی میں دل کو تھام کر بغور ملاحظہ فرمایئے کہ وہابیوں نجدیوں کے نزدیک محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور، مزار اقدس کی حقیقت وحیثیت کیا ہے۔

وہ قصہ اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سن کر داستاں ان کی

ملاحظہ کیجئے:

وہابیوں کا عقیدہ

وہابی مولوی قاضی محمد بن علی شوکانی لکھتے ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بت ہے۔ (حاشیہ شرح الصدور، ص: ۲۵ مطبوعہ سعودیہ)

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمن نجدی نے اپنے دادا کی کتاب، کتاب التوحید کی شرح فتح المجید میں لکھا کہ۔

(۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
(فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص:۲۰۹، مطبوعہ مصر)

وہابیوں کے نواب صدیق الحسن بھوپالی کے بیٹے نور الحسن بھوپالی نے لکھا کہ۔

(۳) پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کو گرا دینا واجب ہے۔(عرف الجادی، ص:۶۱)

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ ہے کہ۔

(۴) رسول اللہ اور انبیاء کرام کی قبروں کی زیارت کے لئے جانے والا مشرک ہے۔
(فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص:۲۱۵)

اے ایمان والو! مخالف اہل سنت، وہابیوں کا ایمان وعقیدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف اور روضہ انور کے تعلق سے کتنا گندہ اور خراب ہے جو ان کی کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور باطل فرقہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! اب احادیث طیبہ کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر ایمان اور اخلاص کے ساتھ حاضری دینے والا اور روضۂ پُر نور کی زیارت کرنے والا لاریب جنتی ہے بلا شک وشبہ جنتی ہے۔

قبر نور کی زیارت کرنے والا شفاعت کا حقدار ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ ٥ یعنی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (شفاء ج:۲، ص:۸۳، شفاء السقام، ص:۳، دار قطنی، ج:۲، ص:۲۷۸)

صرف میرے لئے مدینہ آؤ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: (۲) حدیث شریف: مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○ (طبرانی، معجم کبیر، دار قطنی، جذب القلوب، ص:۲۰۵)

یعنی جو شخص میری زیارت کے لئے آیا، میری زیارت کے علاوہ اسے اور کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن نصیب کرے کہ ہم مدینہ طیبہ اپنے مشفق و مہربان نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں تو کسی اور کام یا حاجت کی نیت نہ رہے صرف ہمارا ارادہ اپنے رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی حاضری مقصود رہے۔

عاشق رسول، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بناء کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(۳) حدیث شریف: مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا ط (شفاء السقام، ص:۸، جذب القلوب، ص:۲۰۶)

یعنی جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کا گواہ بنوں گا۔

(۴) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ط (مشکوٰۃ، ص:۲۴۰، شفاء السقام، ص:۲۶، جذب القلوب، ص:۲۰۶)

یعنی جس شخص نے قصداً نیت کر کے میری زیارت کی وہ شخص قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

حضرات! حدیث شریف میں مُحْتَسِبًا اور مُتَعَمِّدًا کا کلمہ بڑا معنیٰ خیز اور قابل غور ہے۔ جس کے ذریعہ واضح طور پر بتایا اور سمجھایا گیا ہے کہ میری بارگاہ میں زیارت کے لئے آنا صرف قلب و روح کی تسکین کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ اور کسی صاحب ایمان سچے امتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت و نیکی نہیں۔

اللہ تعالیٰ بار بار مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرمائے آمین ثم آمین

الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات، دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

درود شریف:

حضور نے ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی

ایک مرتبہ میرے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک قبیلہ کے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے، جب نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا رائے ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے، اذان کہہ دوں، شاید کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تشریف لے آئیں۔ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنے میں تاخیر ہوگئی تو تمام صحابہ نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لئے آگے بڑھا دیا کہ اچانک آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تشریف لے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں امامت کے مصلے سے پیچھے آجاؤں اور میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مصلیٰ امامت پر تشریف لے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو اس پر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ رہو۔ یعنی تم مصلیٰ امامت پر نماز پڑھاتے رہو۔ پھر محبوب خدا، امام الانبیاء، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود بھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے افضل اور سب سے مقدم تھے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۱۸۷)

حضور نے صرف دو صحابی کے پیچھے نماز پڑھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء، رسول خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صرف ایک مرتبہ نماز پڑھی اور ایک سفر میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے۔ ایک مرتبہ ہی اور وہ بھی صرف ایک ہی رکعت نماز ادا کی اس لئے کہ صرف ایک ہی رکعت بچی تھی تو آقا کریم شریک ہوئے تو ایک رکعت میں شریک رہے اور چھوٹی ہوئی رکعت کو تنہا ادا فرمائی۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۱۷)

وصال کی رات چراغ میں تیل بھی نہیں تھا

زمانۂ علالت کا واقعہ ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں سونے کے روپے پیش کئے گئے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تمام روپیوں کو غربا و فقرا میں تقسیم فرمایا۔ صرف چھ یا سات روپے گھر میں باقی رہے اس کے بعد سلطان دارین، قاسم نعمت، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ ان سب روپیوں کو (امت کے غرباء میں) خرچ نہ فرمادیا۔ (بیہقی)

جب شب وصال دوشنبہ کی رات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک انصاری عورت سے تیل ادھار لیا اور چراغ روشن کیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! جواد و فیاض آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بے مثال سخاوت اور غریب نوازی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ ابھی کچھ ہی لمحہ پہلے سونے کے روپے غریبوں میں تقسیم فرمائے ہیں اور خود کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل ادھار لیا جا رہا ہے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۲۱)

خوب فرمایا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

زمانۂ علالت میں انصار کی محبت

جب انصار صحابہ نے دیکھا کہ میرے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روز بروز زیادہ علیل ہوتے جا رہے ہیں۔ تو وہ بے چین و بے قرار اور حیران و پریشان ہوکر اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور مسجد نبوی کے گرد گھومتے اور چکر لگانے لگے اور آپس میں کہتے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ میرے مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے جائیں اور ہم نہیں جانتے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد (یعنی وصال کے بعد) ہمارا کیا حال ہوگا۔

جب انصار صحابہ کی حالت اور ان کی کیفیت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی تو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسجد شریف میں تشریف لائے منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور سر انور پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور جوق در جوق صحابہ جمع ہونے لگے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ موت سے ڈرتے ہو۔ جب کہ میرے وصال اور تم کو تمہاری موت سے خبردار کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ یعنی اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہیں میرے پاس آنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کوئی نبی ہمیشہ اپنی قوم میں نہیں رہا ہے تو میں تمہارے بیچ ہمیشہ کیسے رہوں گا؟ (ملخصا مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۱۷)

ولادت ووصال کا مہینہ اور دن ایک ہیں: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت شریف ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف بھی ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے دن ہوا۔ گویا ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت شریف اور وصال شریف کا مہینہ اور اور تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔

حضرات! آخری حج کے موقعہ پر حجۃ الوداع کے دن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

اے ایمان والو! جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو بہت سے صحابہ کرام خوش ہو گئے کہ آج کے دن

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو مکمل فرمادیا ہے لیکن راز دار مصطفیٰ، افضل البشر بعد الانبیاء، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد رونے لگے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم کیوں رورہے ہو تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دین کو مکمل کرنے تشریف لائے تھے اور آج کے دن دین مکمل ہو گیا۔ گویا یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب ہمارے بیچ تشریف نہیں رکھیں گے یعنی اب ہمارے غمخوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاں تک کسی کی نظر نہیں پہونچی ہے وہاں تک میرے ابوبکر صدیق کی نظر پہنچ گئی ہے۔ اور ابوبکر صدیق نے سچ سمجھا۔ (طبقات، ج ۳)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اِلٰی اٰخِرِہٖ ۔ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد صحابۂ کرام سمجھ گئے تھے کہ دین مکمل ہو گیا تو اب محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا میں زیادہ دنوں تک تشریف نہیں رکھیں گے اور مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سورۃ کو سن کر اس خیال سے رونے لگے اور اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد آقائے کائنات، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے (یعنی مجھ کو) چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے اللہ تعالیٰ کی لقاء قبول فرمائے تو اس بندہ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ہماری جانیں ہمارے مال، ہمارے باپ، دادا، ہماری اولادیں سب قربان ہوں (خزائن العرفان)

بروز وصال نماز فجر میں غلاموں کو ملاحظہ فرمایا

وصال شریف کے دن کا واقعہ ہے جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حجرہ شریف کے دروازہ سے پردہ ہٹا کر مسجد میں نمازیوں کی جانب نظر کرم فرمایا اور دیکھا کہ فجر کی نماز ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دروازہ شریف پر کھڑے رہے اور نگاہ مبارک نمازیوں کو دیکھتی رہی۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو پتہ چل گیا تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ہم غلاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ تو قریب کے نمازیوں نے آنکھیں ترچھی کر کے یعنی آنکھوں کی کنکھیوں سے اور جو لوگ کچھ دور تھے تو وہ لوگ سر جھکا کر اپنے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ اور جو حضرات اور دور تھے تو وہ حضرات تو قبلہ سے سینہ ہٹا کر قبلہ کے کعبہ کی

جانب منہ اور سینہ کر لیا اور دیدار میں مشغول ہو گئے۔ اور امام صاحب حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں اپنی جگہ سے پیچھے آ جاؤں مگر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نمازیوں کی جانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر رہو اور اپنی نمازیں پوری کر لو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گویا اپنے غلاموں کی نماز اور ان کی محبت اور اپنے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ انور ایسا لگ رہا تھا جیسے قرآن مقدس کے کھلے ہوئے اوراق ہوں۔ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دروازہ کا پردہ چھوڑ دیا اور حجرہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اور اسی دن وصال فرمایا۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۴۷۷، تواریخ حبیب اللہ،ص:۱۳۶)

باب کرم پر ملک الموت کا اجازت طلب کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار پر انوار، میں حاضر ہو، مگر خبردار! بغیر اجازت کے کاشانہ محبوب میں داخل نہ ہونا اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اجازت کے بغیر روح پر نور کو قبض نہ کرنا۔ تو حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ ۔ یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ پر سلام ہو اور آپ کے تمام گھر والوں کو سلام ہو۔ اس وقت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرہانے موجود تھیں، حضرت سیدہ نے جواب دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی ہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے اجازت طلب کی اور حضرت سیدہ وہی جواب دیتی رہیں پھر تیسری مرتبہ کے بعد محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چشمان کرم کو کھولا اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے دروازے پر کون ہے؟ اور بار، بار آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ اے بیٹی فاطمہ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، بیویوں کو بیوہ بنانے والا اور بچوں اور بچیوں کو یتیم کرنے والا ہے۔ یعنی ملک الموت ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا تو رونے لگیں، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے میری بیٹی فاطمہ! تم رویا نہ کرو! اس لئے کہ تمہارے رونے سے حاملین عرش روتے ہیں اور اپنے

دست مبارک سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ انور سے آنسوؤں کو صاف کیا۔ اور فرمایا اپنے بچوں کو لاؤ۔ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لاتی ہیں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شہزادگان کو بوسہ دیا اور ان کی تعظیم و توقیر اور ان سے محبت کرنے کے لئے صحابۂ کرام سے اور تمام امت کو وصیت فرمائی اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ! جاؤ دروازہ کھول دو ملک الموت کو آنے دو۔ حضرت ملک الموت حاضر ہوئے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اعلان کررہے تھے کہ اے فرشتو! اٹھو اور صف در صف کھڑے ہو کر استقبال کرو کہ روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لا رہی ہے۔ اس کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت! آؤ اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ (مدارج النبوت، ج۲، ص:۴۳۲)

حضرت ملک الموت جب قریب ہوئے تو مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت! یہ تو بتاؤ کہ موت کے وقت مرنے والے کو کس قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو حضرت ملک الموت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم موت کی سختی اور تکلیف کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ہزار تلواروں کا جھٹکا ایک طرف اور موت کا جھٹکا ایک طرف اتنی زیادہ سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا تو میری امت کو بھی موت کے وقت اسی قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہوگی تو ملک الموت نے عرض کیا کہ ہاں۔ ہر مرنے والے کو اسی قدر سختی اور تکلیف پہونچتی ہے تو رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت! میں اس وقت تک تم کو اپنی روح کے قبض کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ قیامت تک میری تمام امت کو موت کے وقت جو سختی اور تکلیف ہونے والی ہو ان تمام سختیوں اور تکلیفوں کو اکٹھا کر کے میرے وصال کے وقت مجھ پر ڈال دیا جائے، میں گوارہ کرلوں گا مگر میری امت کو تکلیف ہو میں گوارہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہوتا ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ امت کی فکر نہ کریں آپ کے غلاموں کی روح ایسے نکال لی جائے گی جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور اس کو پتہ تک نہ چلے گا۔

روح پھر جسمِ اقدس میں رکھی گئی

حضرت ملک الموت کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے ملک الموت! جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو! حضرت ملک الموت محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح پرنور کو جسم انور سے قبض کیا اور اعلیٰ علیین لے گئے مگر یہاں تو غلاموں کی روحیں تھیں، پھر وہاں سے عرش پر لے کر گئے، عرش الٰہی کانپ

اٹھا کہ مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت کو برداشت کر سکوں پھر وہاں سے فرشتے بے شمار اعلیٰ مقامات پر لے گئے مگر کسی میں بھی یہ قوت وطاقت نہ تھی کہ روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہیبت وعظمت کو برداشت کر سکتا، تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ملک الموت! کوئی جگہ ایسی نہیں جو روح محبوب کی عظمت وبزرگی کا بوجھ اٹھا سکے۔ اس لئے اسی جسم نور میں روح نور کو رکھ دو جہاں سے نکالا تھا۔

کیا ہی خوب فرمایا عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

درود شریف:

وصال کے بعد مولیٰ علی کا ارشاد: مولائے کائنات سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد میں آسمان کی جانب سے فرشتوں کی صدا وَا مُحَمَّدَاہُ سنتا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح انور جسم اقدس سے جدا ہوئی تو ایسی عمدہ خوشبو ظاہر ہوئی کہ اس سے پہلے ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ اس کے بعد میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور پر چادر ڈال دی۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۳۲)

بعد وصال سیدہ فاطمہ نے کبھی ہنسا نہیں

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر صدمہ اور غم پہنچا کہ ہمیشہ روتی رہتی تھیں اور پھر کبھی کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

(مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۳۳)

بعد وصال حضرت عائشہ صدیقہ کی حالت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روتے ہوئے کہتی ہیں کہ ہائے افسوس! اس نبی محترم نے فقر کو تونگری پر اور درویشی کو مالداری پر پسند فرمایا۔ ہائے افسوس! کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امت کی بخشش ونجات کی خاطر رات رات بھر جاگ کر گناہ گاروں کے لئے دعا فرماتے رہے اور کبھی بھی بے فکر اور بے نیاز ہو کر بستر استراحت پر نہ سوئے اور کبھی بھی فقیروں اور حاجت مندوں پر دروازہ کو بند نہ فرمایا بلکہ غریبوں اور سائلوں پر احسان کرتے رہے اور ان کی مرادوں کو پوری فرماتے رہے۔ دشمنوں نے پتھر مار کر دندان مبارک اور رخسار انور کو زخمی کر دیا اس کے بعد بھی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے حق میں ہدایت کی دعا دیتے ہیں اور ان پر بھی رحمتوں کے پھول برساتے نظر آتے ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۳۳)

آقا کے وصال کے بعد صحابہ کی کیفیت: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابۂ کرام اس قدر غمگین اور پریشان ہوئے کہ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں اور ان کے حواس معطل ہو گئے ہوں۔ بعض صحابہ کی زبانیں بند ہو گئیں اور ان کے ہوش وحواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اسی طرح کی حالت ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کیا تو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا سلام کو سنا مگر سلام کے جواب نہ دے سکے۔ بعض صحابۂ کرام بیٹھے رہے تو ایسا لگتا تھا کہ جم گئے ہوں، ان میں ہلنے کی طاقت نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے ارد گرد دیوانہ کی طرح چلتے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نے کسی شخص سے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے تو میں اس شخص کو قتل کر دوں گا۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۳۷)

حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی استقامت

تمام صحابہ میں سب سے زیادہ ثابت اور اشجع حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ وصال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وقت آپ اپنے مکان پر تھے۔ جب وصال شریف کی اطلاع ملی تو وہ فوراً سوار ہو کر تیزی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی جانب روانہ ہو گئے اور راستہ بھر روتے رہے اور

وَا مُحَمَّدَاهُ پکارتے رہے یہاں تک کہ مسجد شریف میں آئے، دیکھا کہ لوگ پریشان حال ہیں کسی طرف توجہ نہ دی اور نہ کسی سے بات کی سیدھے حجرۂ عائشہ میں داخل ہو گئے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور سے چادر نور اٹھائی اور جبین نور کا بوسہ لیا اور اپنے منہ کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ پر رکھ دیا اور فریاد کی اور وَا مُحَمَّدَاهُ کی صدا لگائی اور اس کے بعد سر اٹھایا اور رونے لگے۔ اس طرح تین مرتبہ کیا اور کہا: بِاَبِیْ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمْ آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ آپ ہر حال میں خوش اور پاکیزہ رہے زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی۔ اور پھر حجرہ شریف سے باہر نکلے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے قول سے ان کو روکا اور منبر رسول پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔

اے لوگو! جان لو کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے ہیں:

مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ۔

یعنی جو کوئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عبادت کرتا ہو تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تو وصال ہو گیا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہ آئے گی۔

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر نے سارے صحابہ پر ایسا اثر کیا کہ سب کو یقین ہو گیا کہ ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ ملخصا (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۶۶، مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۳۷)

آقا کریم کو مولا علی اور حضرت عباس نے غسل دیا

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وصال شریف کے بعد اہل بیت اطہار نے اور حضرت مولا علی شیر خدا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غسل دیا اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے غسل کے وقت کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ جس طرح کہ دوسرے لوگوں کے شکم وغیرہ سے نکلتی ہے اس پر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں کہ کتنی پاکیزگی اور خوشبو ہے آپ کی حیات میں بھی اور آپ کی ممات میں بھی۔

اور محبوب خدا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تین مرتبہ پاک وصاف پانی، بیری کے پتے اور کافور کے پانی سے غسل دیا گیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیر غرس کے سات مشکیزے پانی سے غسل

دیا گیا۔ (بیر غرس یہ ایک کنواں ہے جو مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب نصف میل کے فاصلے پر واقع ہے) اس کنوئیں کا پانی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا تھا اور اس کے پانی سے وضو بھی کیا تھا اور وضو کے باقی پانی کو اسی کنوئیں میں ڈالا گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کنوئیں یعنی بیر غرس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وصیت تھی کی مجھے بیر غرس کے سات مشکیزہ پانی سے غسل دیا جائے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۴۵)

آقا کریم کے غسل کے پانی کی برکت

جب غسل دیا گیا تو ہمارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف شریف کے گوشہ میں کچھ پانی جمع ہو گیا تھا حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوس لیا اور پی گئے۔
حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پانی کی برکت سے میرا سینہ علم وآگہی کا خزینہ اور میرا حافظہ بہت مضبوط ہو گیا۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۴۵)

اے ایمان والو! صحابہ کرام کا ایمان اور عقیدہ ملاحظہ فرمائیے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فائدہ دینے والا، فیض و برکت پہنچانے والا تو جانتے ہی تھے ان کا ایمان و عقیدہ تو یہ بھی تھا کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک سے جو پانی لگ گیا ہے وہ بھی فیض بخش اور فائدہ دینے والا ہے۔

آقا کریم کی نماز جنازہ کی کیفیت

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات کے زمانہ علالت میں فرمایا تھا کہ اول جو کوئی مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار ہے۔ اس کے بعد جبریل امین علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام، پھر ملک الموت علیہ السلام نے دیگر فرشتوں کے ساتھ پھر میرے اہل بیت، پھر باقی صحابۂ کرام۔ چنانچہ اسی طرح میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نماز پڑھی گئی اسی طرح سے صحابہ کی ایک جماعت آتی اور بغیر امام کے نماز پڑھ کر چلی جاتی۔
حضرات! منقول ہے کہ سب سے پہلے اہل بیت نے نماز پڑھی اور جب اہل بیت یعنی حضرت مولیٰ علی حضرت عباس حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے نماز پڑھ لی تو دوسرے لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ اہل بیت نے کس طرح نماز پڑھی اور کیا دعا کی؟ لوگوں نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیسے نماز پڑھی اور کیا دعا مانگی تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اور جس طرح لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اس طرح نماز نہیں پڑھی گئی اور وہ دعائیں بھی نہیں پڑھی گئیں جو دعائیں ہم نماز جنازہ میں پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ ہم اہل بیت نے یہ دعا پڑھی۔

حضور کی نماز جنازہ کی دعا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط (پ۲۲، ع۴)

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ ٥

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جنازہ کی جانب کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے نبی رحمت! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے (درود وسلام) رحمت و برکت نازل ہو۔ یا اللہ تعالیٰ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا وہ سب ہم تک پہنچادیا اور امت کے ساتھ نصیحت (ہدایت) کے تمام حقوق ادا فرمائے اور راہ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب فرمادیا۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں ان لوگوں میں بنا کہ ہم اس امر کی پیروی کریں جو آپ پر نازل ہوا اور ہم کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت کے دن (ایک جگہ) جمع فرما، لوگوں نے آمین کہی۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۷۴۰)

اے ایمان والو! اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو جنازے کے سامنے درود وسلام پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مشفق ومہربان نبی اور رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا اور تعریف بیان کی۔ گویا اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی۔

آقا کریم قبر شریف میں مدفون ہوئے

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضَعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اُدْفُنُوْهُ فِيْ مَوْضَعِ فِرَاشِهٖ ط

(ترمذی۔ مشکوٰۃ، ص:۵۴۷)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح کو اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں اس کا دفن محبوب ہو اس لئے ان کو مقام فراش میں ہی دفن کیا جائے۔

منقول ہے: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قبر میں داخل ہوئے تھے اور قبر انور سے سب سے بعد میں نکلنے والے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ فرماتے ہیں کہ قبر انور میں میں نے دیکھا کہ رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارک ہل رہے ہیں، میں نے کان لگا کر سنا تو زبان کرم سے یہ آواز آ رہی تھی رَبِّ اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ یعنی اے رب تعالیٰ! میری امت کو بخش دے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۵۱۷)

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

(صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى
الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ...پہلا بیان

حضور غوث پاک اور راہِ سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ خواجہ غریب نواز اَلْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مکرم، رسول معظم، سرکار اعظم، رحمت عالم سرکار مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاق وعادات کے مظہر کامل ہیں اسی لئے اولیاء کرام اور علمائے عظام نے آپ کی بارگاہ غوثیت میں نذر عقیدت پیش کیا اور آپ کی عظیم شان وعظمت کو یوں بیان کیا ہے کہ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر غم زدہ اور پریشان حال کی دستگیری فرماتے، ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے، لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں کو درگزر فرماتے، جو کوئی بھی آپ کی ذرا سی خدمت کرتا نذر و نیاز، ہدیہ، تحفہ، پیش کرتا اس کی قدر کرتے اور اسی وقت راہ خدا میں خرچ کرتے ۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے، آپ انتہائی رحیم اور کریم النفس تھے ۔ شجاعت ایسی کہ خلیفۂ وقت کو منبر پر بیٹھے للکار کر خلاف شرع امور سے روکتے، صدق وصفا میں کمال درجہ رکھتے تھے ۔ امانت کے پاسباں، انصاف وعدل کے پیکر، عفو وعطا فرمانے والے،

حلم و حیا میں بے مثل و بے مثال، مروت و ملاحظہ میں بے نظیر، اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو سزا دیتا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور محتاج یتیم اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا آپ کے کرم میں شامل تھا۔ پیارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا کرتے اور کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوت قبول فرماتے، اثر انگیز و نصیحت آمیز وعظ فرماتے، وعظ میں بہت سے یہودی، عیسائی و غیر مسلم اسلام قبول کرتے اور گنہگار تائب ہوتے۔ ان تمام سے زائد اوصاف اور اخلاق کی حامل ذات مبارکہ ہے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

اے ایمان والو! اولیاء کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک اولیاء کرام کی تشریف آوری کا نورانی سلسلہ جاری رہے گا لیکن جماعت اولیاء میں جو مقام ہمارے بڑے پیر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے ہر ولی کو یہ شان میسر نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت، علمی عظمت، کمال ولایت، کثرت کرامت، یہ سب آپ کی وہ خاص الخاص خصوصیت ہے جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئی۔ اسی سبب سے بہت سے ولی اپنے اپنے دور میں چاند و سورج کی طرح چمکے اور چند دنوں ان کی ولایت کا ڈنکا بجتا رہا، مگر دھیرے دھیرے انکے ذکر و شہرت کی روشنی گھٹتی اور کم ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ دنیا ان کے ناموں کو بھول گئی مگر ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقریباً نو سو برس سے زائد کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آپ کی شہرت و مقبولیت کے آفتاب و ماہتاب کو کبھی گہن نہیں لگا، ہمیشہ آپ کی ولایت و کرامت کا ڈنکا مشرق و مغرب شمال و جنوب ہر چار دانگ عالم میں بجتا ہی رہا اور آج بھی آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک چمکتا ہی رہے گا۔ کیا ہی خوب فرمایا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

گیلان کے پیران پیر

نام مبارک	:	سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کنیت	:	ابو محمد
لقب	:	محی الدین، غوث اعظم، محبوب سبحانی، پیران پیر دستگیر
مقام ولادت	:	ایران کے ایک شہر، گیلان (جیلان) نام کا۔
تاریخ ولادت	:	یکم رمضان المبارک سنہ ۴۷۰ھ
تاریخ وصال	:	۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ
مزار انور	:	بغداد شریف
عمر شریف	:	اکانوے سال
والد ماجد	:	حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست
والدہ ماجدہ	:	ام الخیر فاطمہ ثانی

نسب مبارک

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان سنہ ۴۷۰ھ کو ایران کے ایک شہر گیلان (جیلان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ کا نام مبارک ام الخیر فاطمہ ثانی ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہے، اس لئے آپ خاندانی شرافت اور نسبی وجاہت کے اعتبار سے حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی۔ اسی مضمون کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

آپ کے مقدس ماں، باپ

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے والد گرامی حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالی عنہ ولی کامل بزرگ تھے۔ ایک دن رمضان شریف کے مہینہ میں آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستے میں دریائے دجلہ پار کرنا پڑا، اس میں سے ایک سیب بہتا ہوا جب آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس سیب کو اٹھالیا اور اسی سے روزہ افطار کیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسے ندی میں بہہ گیا اور ہم نے مالک کی اجازت کے بغیر کیسے کھالیا۔ بغیر اجازت کے کھالینا آپ کو تقویٰ کے خلاف محسوس ہوا اور خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ سیب عذاب کا سبب بن جائے اور ہم خدا کی بارگاہ میں گرفتار ہو جائیں۔ یہ سوچ کر آپ وہاں سے اٹھے اور اپنا قصور معاف کرانے کے لئے سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے کنارے چل دیئے کافی دیر تک چلنے کے بعد ایک عظیم الشان باغ نظر آیا جس کی کچھ شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی پانی کی سطح پر جھکی ہوئی تھیں، اور ہوا کے جھونکوں سے پکے ہوئے پھل ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گر رہے تھے، آپ کو یقین ہو گیا کہ جو پھل میں نے کھایا ہے وہ اسی باغ کا تھا۔

پھر آپ نے اس باغ کے مالک کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اس باغ کے مالک ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت سید عبداللہ صومعی ہیں، آپ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ تعالی کی دی ہوئی طاقت روحانی کشف سے جان لیا کہ یہ جوان بچہ جوان صالح ہے۔ فرمایا اے جوان صالح اس غلطی کو معاف جب کروں گا کہ تجھے دس سال تک میرے باغ کی دیکھ بھال کرنا ہوگی۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ حکم پاتے ہی باغ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ جب دس سال کا طویل عرصہ گزر گیا تو ایک دن حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ایک شرط اور باقی ہے، اسے بھی انجام دینا ہوگا پھر معافی ہوگی۔ وہ شرط یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے جس میں پانچ عیب ہیں۔ پہلا عیب وہ اندھی ہے۔ دوسرا عیب وہ بہری ہے۔ تیسرا عیب وہ گونگی ہے۔ چوتھا عیب وہ لنجی ہے۔ پانچواں عیب وہ لنگڑی ہے۔ اس سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے، ایک طرف سیب کی معافی کا سوال تھا اور دوسری طرف ایسی عورت سے نکاح کرنا جو اپاہج ہے، ساری زندگی کا مسئلہ تھا۔ آخر ایسی عورت کے ساتھ ساری زندگی کیسے کٹے گی۔ اس تصور نے از حد پریشان کر دیا، ان کے ذہن میں خیالات

ہجوم بن کر آئے آخر فیصلہ کیا کہ زندگی فانی ہے، جوانی بھی چند دن کی مہمان ہے۔ حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے منظور ہے، میں آپ کی اپاہج بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کو تیار ہوں۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیب کی غلطی کو معاف کر دیا۔ نکاح ہو گیا۔ جب حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو دیکھا اس کے تمام اعضاء درست ہیں، ایک نہایت خوبصورت تندرست لڑکی بیٹھی ہے، اس حسن و جمال کے پیکر کو دیکھ کر خیال کیا شاید کوئی اور لڑکی ہے، جلدی سے باہر نکل آئے۔ حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور کہا یہ تو کوئی اور عورت ہے اس میں تو کوئی عیب ہی نہیں اور اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے جوان صالح یہی تیری بیوی ہے۔ میں نے اپنی بچی کے جو اوصاف بیان کئے تھے اس کا مطلب یہ تھا۔ وہ اندھی ہے یعنی اس نے کبھی نامحرم کو نہیں دیکھا۔ وہ گونگی ہے یعنی کبھی اس نے بدکلامی نہیں کی۔ وہ بہری ہے یعنی اس نے آج تک کسی غیر مرد کی آواز نہیں سنی۔ وہ لنجی ہے یعنی کبھی اس نے بری چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ لنگڑی ہے یعنی کبھی اس نے اپنے قدم کو برے راستے پر نہیں رکھا۔ یہ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی تھیں جن کا نکاح حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جو ولی کامل کی بیٹی تھیں اور ولی کامل کی بیوی بنیں اور پھر انہیں پاک طینت خاتون حضرت ام الخیر فاطمہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم پاک سے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور اس مقدس ماں کو سردار اولیاء، بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانے اور گود میں لینے کا شرف حاصل ہوا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص: ۷)

آپ کے بھائی

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھائی بھی تھے جن کا اسم گرامی ابو احمد عبداللہ تھا، یہ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ اور والدہ محترمہ کی خدمت رحمت ہی میں رہے اور جیلان کے علماء سے علم حاصل کیا اور جوانی کے ایام میں ہی اپنے وطن جیلان میں وصال فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص: ۱۱)

آپ کا بچپن

تمام بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ آپ مادر زاد ولی ہیں۔ چنانچہ ولادت کے بعد ہی آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ آپ رمضان میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کبھی دودھ نہیں پیتے تھے یعنی رمضان شریف کے پورے

مہینے آپ روزہ رکھتے تھے اور جب افطار کا وقت ہوتا مغرب کی اذان ہوتی تو آپ دودھ پینے لگتے ، یہ کرامت اس قدر مشہور ہوئی کہ جیلان کے ہر طرف یہ شہرہ اور چرچا تھا کہ سادات کے گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مبارک میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔ (قلائد الجواہر، ص ۳)

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن مبارک سے سبق حاصل کریں کہ ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور رمضان شریف کا برکت والا مہینہ آیا تو روزہ رکھا یعنی شیر خوارگی کے زمانے میں بھی روزہ نہ چھوڑا اور ہم غلاموں کو سبق دے گئے کہ ہمارا سچا غلام وہی ہے جو رمضان شریف کا احترام کرے اور روزے کا پابند بنے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ سُبْحَانَ اللّٰه۔ یہ شانِ عبادت و بندگی ہے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف کی۔ تو جس کا بچپن اتنا بے مثال ہے اس کی مکمل حیات طیبہ کی شان بے مثال کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

غیبی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے لہو ولعب سے متنفر اور دور رہے۔ آپ نے خود اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک غیبی آواز میں سنتا تھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا ہے کہ اے برکت والے بچے! میری طرف آجا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۵۰)

الیٰ یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

سُبْحَانَ اللّٰه۔ سُبْحَانَ اللّٰه کس قدر اونچا مقام ہے بارگاہ پروردگار عالم میں اے اللہ تعالیٰ ہمیں

اپنے پیارے ولی، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی غلامی نصیب فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

ولایت کا علم

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا، تو راستے میں میرے پیچھے پیچھے فرشتے چلتے نظر آتے تھے پھر جب میں مکتب میں پہنچتا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ

اِفْسَحُوْا لِوَلِيِّ اللّٰهِ ط یعنی اللہ کے ولی کے لئے بیٹھنے کی جگہ دو اور یہ آواز تمام مکتب والے سنتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ص: ۲۷، قلائد الجواہر، ص ۹ خلاصۃ المفاخر، شیخ عبدالحق، زبدۃ الآثار، ص ۷)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

بیل کی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر کے باہر سیر و تفریح کے لئے جارہا تھا راستے میں ایک بیل ملا اس نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور بزبان فصیح کلام کیا۔ اے عبدالقادر! نہ تو تم اس گھومنے پھرنے کے لئے پیدا کئے گئے اور نہ اس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بے زبان جانور بیل سے یہ نصیحت سن کر میرے قلب میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہو گیا اور میں گھر واپس آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۲۵۵، خلاصۃ المفاخر)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کس قدر پیار فرماتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے کہ جب آپ کھیلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو الٰہی یا مبارک کی پیاری پیاری صدا سے روک دیتا ہے اور جب آپ مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو فرشتے ساتھ چلتے ہیں، مدرسہ تک آپ کو پہنچانے کے لئے جاتے ہیں اور بیٹھنے کی جگہ کشادہ کراتے ہیں اور آپ سے بے زبان جانور بیل بات چیت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ حالات بچپن شریف میں تھے اس لئے کہ آپ کو آگے چل کر قطبیت و غوثیت کے عظیم مسند پر جلوہ افروز ہونا تھا۔

ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ جہاں اولیاء کرام کی گردنیں ہیں، وہاں ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

ماں سے اجازت

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ سال کی عمر تک گیلان ہی کے مدرسوں میں علم حاصل کرتے رہے، سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ایک دن ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمتِ رحمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں علم دین حاصل کرنے کے لئے بغداد چلا جاؤں تو والدہ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ پیارے بیٹے میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری کامیابی بغداد میں رہنے پر موقوف ہے، اس لئے مجھے تمہاری جدائی تو گوارہ ہے مگر علم دین سے جدائی ہرگز گوارہ نہیں کر سکتی، خوشی خوشی میں تمہیں بغداد جانے کی اجازت دیتی ہوں، میرے پاس تمہارے والد محترم کے حصے کے اسی دینار موجود ہیں۔ چالیس دینار تمہارے بھائی کے ہیں اور چالیس دینار تمہارے ہیں پھر والدہ ماجدہ نے وہ چالیس دینار میری گدڑی کے بغل میں سی دیئے اور مجھے وصیت فرمائی کہ میرے پیارے بیٹے! تم کسی بھی حالت میں رہو مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا اور مجھے رخصت کرنے کے لئے دروازے تک تشریف لائیں اور فرمایا میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سفر کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور وہی محافظ ہے اور حسرت و محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ کر فرمایا: هٰذَا وَجْهٌ لَا أَرَاهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ یعنی یہ وہ چہرہ ہے جسے قیامت کے دن تک نہ دیکھ سکوں گی۔ (بہجۃ الاسرار، ص: ۲۵۵)

اے ایمان والو! ہم سبق حاصل کریں اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کی تعلیم، دین کا علم کتنا اہم تھا کتنا ضروری تھا کہ اپنے لخت جگر، نور نظر کو اپنے سے جدا کیا اور بغداد شریف روانہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی علم دین سے اپنے بچوں کو آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بغداد کا سفر

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر علم دین کے حصول کے لئے جیلان سے ایک قافلہ کے ساتھ بغداد شریف کا سفر فرمایا جو تقریباً چار سو میل کا سفر ہے۔ جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا تو ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف کھڑے ہیں اور سارا ماجرہ دیکھ رہے ہیں، ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے لڑکے! بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ اس نے بھی آپ کی بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ جب یہ دونوں ڈاکو سردار سے ملے اور سارا واقعہ بیان کیا تو سردار نے کہا کہ اس لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لائے گئے، ڈاکوؤں کے سردار نے دریافت کیا، صاحبزادے! سچ بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے پوچھا: کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا میری گدڑی کے بغل میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے حکم دیا گدڑی چاک کی جائے۔ آپ کی گدڑی مبارک چاک کی گئی تو اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ ڈاکو اور ان کا سردار آپ کی صداقت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سردار بولا کہ لڑکے تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم لوگ رہزن ہیں، تمہارے پاس یہ دینار تو بہت اچھی طرح پوشیدہ اور محفوظ تھے لیکن تم نے کیوں بتا دیا اور اسے ظاہر کر دیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا، کیا میں جھوٹ بولتا، تم نے پوچھا اور میں نے سچ سچ بتا دیا۔ میری والدہ ماجدہ نے چلتے وقت مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ بیٹا کیسا بھی وقت آئے، کیسی بھی حالت آئے مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا، اب کیا میں آپ لوگوں سے ڈر کر اور چالیس دینار کے لئے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دوں۔ اپنی ماں کی نصیحت کو بھول جاؤں اور اپنی پیاری ماں کو ناراض کروں۔ اے سردار سن لو دینار تو دے سکتا ہوں مگر ماں کی بات نہیں۔ خود تو لٹ سکتا ہوں مگر ماں کی وصیت و نصیحت کو نہیں لٹا سکتا، ماں کا حکم تھا ہر حال میں سچ بولنا اس لئے میں نے سچ سچ سب کچھ بتا دیا۔

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدر پہ لاکھوں سلام

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیاری اور سچی بات کا سردار پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بولا آہ! تم اپنی ماں کا عہد و پیمان نہیں توڑ سکتے اور ہم ہر دم خدائے تعالیٰ کا عہد توڑ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے ڈاکوؤں کا سردار آپ کے قدم مبارک پر گر گیا، صدق دل سے توبہ کر لی، ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو۔ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر کے قافلے والوں کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور اب عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے بہترین صالحین بن گئے۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ هُمْ اَوَّلُ مَنْ تَابَ عَلٰی یَدِیْ یعنی سب سے پہلے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے والے وہی لوگ تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۵۶، قلائد الجواہر، ص:۹)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف سے ہم سب سبق حاصل کریں اور سچ کا دامن کسی حال میں بھی نہ چھوڑیں اور سچ کے ساتھ ہی رہیں اور سچ بولنا، سچ کے ساتھ ہی رہنا ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت محبوب سبحانی حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل سچ بولنے اور سچ کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرما۔

حصولِ علم

مدینۃ العلم بغداد شریف پہنچ کر وہاں کی مشہور و معروف درسگاہ جامعہ نظامیہ میں بحیثیت ایک طالب علم کے داخل ہوئے اور بڑے بڑے مشہور علماء کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابوزکریا یحییٰ بن علی سے علم ادب پڑھا اور ابوالوفاء علی بن عقیل اور محمد بن قاضی ابو یعلیٰ اور حضرت قاضی ابوسعید مخزومی وغیرہ باکمال حضرات سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور ابو غالب محمد بن الحسن باکلانی وغیرہ تقریباً سترہ محدثین کرام کی درسگاہوں میں علم حدیث پڑھ کر مہارت تامہ حاصل فرمائی۔ اس طرح تمام علوم عربیہ میں مکمل مہارت حاصل کر لیا۔ چنانچہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں آپ نے فرمایا کہ۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا ۔۔۔ وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: یعنی میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ قطب ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے تمام سعادت کے خزانے مل گئے۔ (قصیدۂ غوثیہ شریف)

آپ کا صبر

حضرات! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طالب علمی کے زمانے میں جن مصائب و تکالیف سے دوچار ہوئے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغداد شریف میں بظاہر آپ کا کوئی مددگار و غم خوار نہ تھا۔ والدہ محترمہ کبھی کبھی کچھ مختصر درہم و دینار بھیج دیا کرتی تھیں۔ اسی سے خورد و نوش کا کام چلتا تھا۔ اس وقت آپ کو بہت ہی زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اے ایمان والو! اس پیارے واقعے سے ہمیں درس لینا چاہئے کہ تکلیف و دشواری کے راستوں سے گزرے بغیر منزل مقصود کا ملنا مشکل ہے اور علم ظاہر کے بعد علم باطن یعنی طریقت و تصوف کا علم بھی حاصل کرنا چاہئے اگر علم ظاہر منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی و شافی ہوتا تو ہمارے بڑے پیر آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بارحمت میں ایک مدت دراز تک رہ کر علم طریقت اور تصوف کا علم نہ حاصل کرتے یا اللہ تعالیٰ ہم کو علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی دولت بھی عنایت فرما۔ آمین۔

آپ کا مجاہدہ

میرے آقا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد آپ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور بڑے بڑے مجاہدے کئے، سالہا سال مدائن اور ایوان کسرا کے کھنڈرات میں چلے اور مراقبے کرتے رہے، کئی مہینوں تک صرف گری پڑی مباح چیزیں کھالیتے اور پانی نہیں پیتے، کبھی تو صرف پانی پی کر مہینوں تک کچھ نہیں کھاتے، ویرانوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے گشت کرتے رہتے اور کبھی کبھی چالیس چالیس دنوں تک بے آب و دانہ مسلسل عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر خواہشات نفسانیہ سے جہاد فرماتے رہتے۔

حضرت احمد بن یحییٰ ناقل ہیں کہ میں نے خود حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں پھرتا رہا اس وقت نہ میں لوگوں کو پہچانتا تھا نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے اور میں برابر چالیس سال تک عشاء کے بعد سے صبح تک ہر روز بلا ناغہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا اور انہیں ریاضت و مجاہدات کے دوران کچھ دنوں کے

لیے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جذب و سُکر کی کیفیت بھی طاری ہو گئی تھی۔ چنانچہ بعض وقت آپ جنگلوں اور ویرانوں میں دوڑتے پھرتے اور آپ کو یہ خبر نہیں ہوتی تھی کہ کہاں جا رہے ہیں۔ جب سُکر ختم ہوتا اور ہوشیاری کی کیفیت نمودار ہوتی تو آپ اپنے کو کسی دور دراز مقام پر پاتے اور کبھی کبھی تو آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ بیابانوں اور ویرانوں میں زور زور سے چلا چلا کر ذکر کرتے اور نعرہ مارتے پھرتے تھے یہاں تک کہ لوگ آپ کو دیوانہ سمجھنے لگتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۳۳۹، قلائد الجواہر، ص:۲۵۹)

شیطان کا فریب

حضرت شیخ عثمان صریفینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس زمانے میں عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے تو بسا اوقات جنگلوں کی بھیانک اور اندھیری راتوں میں شیاطین مسلح ہو کر خوفناک صورتیں بنا کر آپ کے پاس آتے اور ڈراتے، آپ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے اور ہاتف غیبی کی یہ آواز سنتے تھے یعنی اے عبد القادر تم ان شیطانوں کے مقابلے کے لئے اٹھو کیونکہ ہم نے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے اور ہماری تائید تمہارے ساتھ ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۵۲)

میرے آقا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ اپنی سیاحت کے دوران ایک مرتبہ آپ کسی ایسے جنگل میں چلے گئے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، کئی دن آپ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا اور اچانک آپ کے سر مبارک پر بادل کا ٹکڑا آ گیا اور بارش ہونے لگی جس سے آپ خوب سیراب ہو گئے پھر اس بادل سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جو حدِ نظر تک پھیل گئی اور اس روشنی میں ایک صورت ظاہر ہوئی اس نے پکار کر کہا اے عبد القادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ یہ آواز سن کر میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا اور فرمایا اے مردود تو دور ہو جا وہ روشنی غائب ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی طرح ہو کر پھیل گئی، پھر اس سے آواز آئی اے عبد القادر! آج تم اپنے علم کی بدولت میرے فریب سے بچ گئے ورنہ اس کے پہلے اسی میدان میں ستر اولیاء طریقت کو میں گمراہ کر کے ان کی ولایت کو غارت و برباد کر چکا ہوں۔ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے شیطان! میرا علم

بھلا کیا بچا سکتا ہے، جب تیرا علم تجھ کو نہیں بچا سکا۔ اے شیطان مردود خوب غور سے سن لے، میرے علم نے نہیں بلکہ میرے رب کے فضل و کرم نے مجھے تیرے شر سے بچالیا۔

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور! آپ نے یہ کیسے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس گمراہ کن قول سے کہ تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حرام کردیا ہے۔ فوراً میں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی ناپاک اور حرام چیزوں کو کسی کے لئے حلال نہیں فرماتا۔ (قلائد الجواہر ص: ۲۰)

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے